

ہوے کہا۔۔۔

میں۔۔۔ اسکا نام۔۔۔ ماہوین۔۔۔ رکھوں گا۔۔۔ انھوں نے محبت بھرے لہجے میں ٹھہر
ٹھہر کر کہا تھا۔۔۔

یہ روشنی۔۔۔ ہے۔۔۔ اجالا ہے۔۔۔ سورج کی کرن۔۔۔ میرے گھر کی رونق۔۔۔ ماہوین
جہانزیب۔۔۔ انھوں نے محبت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے ننھی سی ماہوین کو سینے سے لگایا
تھا۔۔۔

اور پھر ماہوین اسی طرح لاڈوں میں ہی تو پبلی تھی۔۔۔ ایک تو دونوں بھائیوں سے چھوٹی تھی۔۔۔ پھر
اس کی من موہنی سی صورت ہر کسی کی توجہ کا مرکز تھی۔۔۔ جہاں کہیں بھی وہ جاتی سب کی نظروں کا
محور ہوا کرتی۔۔۔ لوگوں کے تعریفی کلمات رشک سے دیکھتی آنکھیں۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ تم اس کلاس کے بچے ہو۔۔۔ زبیر نے سیاہ تختے پر روانی سے
حساب کے سوال حل کرتے ہوئے اس چھوٹے سے بچے کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔
نہیں سر۔۔۔ بچے نے ایک دم ڈر کر چاک اپنے پیچھے چھپا لیا تھا۔۔۔

زبیر کے لب مسکرا دیے تھے اس کے معصوم سے خوبصورت چہرے پر خوف امد آیا تھا۔۔۔
تو یہ سوال۔۔۔ کیسے حل کیا۔۔۔ زبیر نے لبوں کی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔۔
مجھے آتا ہے سر۔۔۔ گھبرائی سی آواز میں کہا۔۔۔ اور معصومیت سے آنکھوں کو کھولا۔۔۔

اچھا۔۔۔ واہ۔۔۔ زبیر نے خوشگوار حیرت سے کہا۔۔۔

کیا نام ہے تمہارا۔۔۔ محبت سے بچے کو پاس کیا اور اس کے ہاتھ کی بند مٹھی سے چاک لیا۔۔۔
احان سکندر۔۔۔ بہت میٹھی سی معصوم آواز میں کہا۔۔۔

خوبصورت مہنگے کپڑے زیب تن کروانا اس کی ہر خواہش پوری کرنا۔۔۔ وہ جیسے جیسے بڑی ہو رہی تھی اس کا حسن ہوش ربا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ اور اب اس کو اپنے رنگ و روپ کا ناز ہونے لگا تھا۔۔۔ اس کی وجہ اس پر اٹھتی اور اٹھ کر ٹھہر جاتی نظریں تھیں۔۔۔

ماشا اللہ سکندر۔۔۔ کیا بات ہے بیٹے کی۔۔۔۔۔ نوید نے سکندر کے کندھے پر فخر سے تھپکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اللہ کا کرم نوید صاحب۔۔۔۔۔ سکندر نے فخر سے سینہ چوڑا کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ ان کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔۔۔ احان سکندر نے بہاولپور بورڈ میں میٹرک میں فرسٹ پوزیشن لی تھی۔۔۔ ان کے گھر پر جشن کا سماں تھا گھر بھر میں محلے کے لوگ مبارک دینے جمع تھے۔۔۔ اور سکندر ان سب میں فخر سے گردن تانے بیٹھے تھے۔۔۔ پورے شہر میں احان سکندر کے نام کے بڑے بڑے پوسٹر اور بینر آویزاں تھے۔۔۔

تو پھر گولڈ میڈل لینے آپ ساتھ جا رہے ہیں بیٹے کے۔۔۔۔۔ نوید نے رشک سے سکندر کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
جی بلکل۔۔۔۔۔ سکندر نے جوش میں کہا تھا۔۔۔

احان کو آج لاہور کے گورنر سے گولڈ میڈل لینے کے لیے نکلنا تھا۔۔۔ اور یہ لمحہ احان کی زندگی کا سب سے خوشگوار لمحہ تھا۔۔۔ ایسے جیسے دنیا کی ہر خوشی سمٹ کر اس کے قدموں میں آگئی ہو۔۔۔ وہ خوب رو تھا۔۔۔ بلا کا ذہین تھا۔۔۔ وہ لاڈلا تھا۔۔۔ اور پھر ان سب وجوہات کی تھوڑی سی اکڑ تو بنتی تھی صاحب۔۔۔ سمیعہ۔۔۔۔۔ چل اب بس کرتیا کر دے اسے لاہور کے لیے نکلنا پھر ہمیں۔۔۔۔۔ سکندر نے اپنی بیوی کی طرف عجلت میں دیکھتے ہوئے رعب سے کہا تھا۔۔۔

چوڑیوں کی کھنک کے بیچ و بیچ

میرون رنگ کے جوڑے میں سنہری جھمکے کانوں میں سجائے اپنی کچی عمر کی معصومیت بھری صورت کے ساتھ وہ مہندی کا تھال پکڑے سب لڑکیوں میں نمایاں تھی۔۔۔۔

احان کی بڑی بہن احمرین کی شادی تھی۔۔۔ اسے ایسی شادی بیاہ کی تقریبات بلکل پسند نہیں تھیں لیکن یہ اس کی اپنی ہمیشہ کی شادی تھی اس لیے اس میں شرکت نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔۔۔ سبحان نے اس کی بے زاری دیکھتے ہوئے اسے کیمرہ تھما دیا تھا کہ اگر مصروف رہے گا تو مہندی کی تقریب سے بیزار ہو کر اندر نہیں بھاگے گا۔۔۔

یہ۔۔۔۔ کون ہے۔۔۔۔ "آنکھیں سکیرتے ہوئے احان نے ساتھ کھڑے راجیل سے پوچھا۔۔۔" اسے معلوم تھا کہ راجیل اس کی طرح صرف کتابی کیڑا ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے ایک ایکٹو لڑکا ہے وہ یقیناً جانتا ہوگا کیونکہ وہ تو اس طرح کا حسین چہرہ پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

کون۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ "راجیل نے مسکراہٹ کو دبایا۔۔۔۔" کیونکہ سامنے کے منظر میں ایک وہی تھی ایسی جس کو دیکھ کر احان سکندر جیسا لڑکا تجسس میں آسکتا ہے۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔ اپنے جہانزیب انکل کی بیٹی۔۔۔۔ ماہوین۔۔۔۔ "راجیل نے گلاس والے ہاتھ کو ہی آگے بڑھا" کر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔ جبکہ لب ابھی بھی مسکراہٹ کو دبا رہے تھے۔۔۔۔ جبکہ احان اس کی اس حالت سے بلکل بے خبر ماہوین کے نام کو زیر لب دھرا رہا تھا۔۔۔۔ یہ نام اکثر سنتا رہتا تھا وہ کبھی نازیلین کے منہ سے تو کبھی سمیعہ کے منہ سے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ وہ ایک دم سے نخل سا ہوا تھا۔۔۔۔

بہت پیاری ہے پر گھر جاؤ تو بات نہیں کرتی کسی سے۔۔۔۔ "سمیعہ کی آواز کانوں میں گونجی۔۔۔۔"

ارے بھی۔۔۔۔۔ مغرور ہے کافی۔۔۔۔۔ پر مجھ سے تو اچھی فرینڈ شپ ہے اس کی "نازلین کے کہے"
ہوئے الفاظ سے دل ایک دم بچھ سا گیا تھا۔۔۔۔۔

بات کریں۔۔۔۔۔" راحیل نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔ اور تھوڑا سا آگے جھک کر احان "
کے کھوئے کھوئے سے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ مار کھانی ہے کیا۔۔۔۔۔" احان ایک دم سے خیالوں سے باہر آیا تھا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں "
نکال کر ساتھ کھڑے راحیل کو دیکھا

ارے۔۔۔۔۔ احان سکندر۔۔۔۔۔ اتنا ذہین۔۔۔۔۔ اتنا حسین ایک لڑکی سے بات کرنے سے ایسے گھبرا رہا "
ہے۔۔۔۔۔" راحیل نے جاندار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور آنکھیں سکیر کر شرارت سے دیکھا۔۔۔۔۔

اور اپنے سامنے کھڑے اس پتلے سے خوبصورت لڑکے کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔ آنکھوں پہ چشمہ ٹکائے وہ
ایک ذہین و فطین خوب رو شکل کا لڑکا تھا۔۔۔۔۔

اس کو دیکھ۔۔۔۔۔ عام لڑکی نہیں وہ۔۔۔۔۔" احان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی جب کے گہری "
آنکھیں ابھی ابھی اس دلکش سراپے پر ٹکی تھیں۔۔۔۔۔

آئے۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔ آپکو بھی پتا عام۔۔۔۔۔ خاص کا۔۔۔۔۔" راحیل نے قہقہہ لگاتے ہوئے
کہا اور آنکھ کے کونے کو دبایا۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔ بدھو نظر آتا ہوں میں کیا دل نہیں میرے پاس "احان نے مصنوعی خفگی دکھائی۔۔۔۔۔"
اوہ۔۔۔۔۔ تو کیا آگیا اس پر۔۔۔۔۔" راحیل نے شرارت بھرے لہجے میں کہا

نہیں۔۔۔۔۔ اتنا دل پھینک نہیں ہوں۔۔۔۔۔" احان نے ایک دم سے سنجیدہ لہجہ اپناتے ہوئے کہا اور
نظروں کا رخ موڑ لیا۔۔۔۔۔

راحیل نے اس کے بدلتے لہجے اور ماتھے پر پڑتے بل دیکھ کر کندھے اچکا دیے تھے۔۔۔۔۔

وہ اس کے دل کو اچھی لگی تھی لیکن۔۔۔ اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اب اس کے پیچھے پڑ جاتا عام لڑکوں کی طرح۔۔۔

چور نظر پھر سے اس کے کانوں میں ملتے جھمکوں پر پڑی تھی لیکن وہ خود پر قابو پانا جانتا تھا۔۔۔۔۔ یہ ہے احان۔۔۔۔۔ "اپنے عقب سے آتی آواز پر ماہوین نے چونک کر پیچھے کھڑی عورت کی طرف " دیکھا تھا اور پھر اس کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

کچھ لوگ آج بھی اس کی دو سال پہلے لی گئی پوزیشن پر اسے رشک سے تھپک رہے تھے اور وہ سب کے بیچ سنجیدہ سی شکل بنائے کھڑا تھا۔۔۔

اچھا تو یہ ہیں وہ پڑھا کو جناب۔۔۔ ارے واہ بینر پر تو ایسا نہیں دکھتا تھا۔۔۔ ماہوین نے کن اکھیوں سے دیکھا تھا۔۔۔

مغرور ہے۔۔۔ تھوڑا ننگ چڑھا سا بھی۔۔۔ ارے بھئی۔۔۔ کچھ سمجھتا ہو گا خود کو۔۔۔ سمجھے بھی کیوں نہ۔۔۔ وہ بلاوجہ اسے دیکھتے ہوئے بس سوچے جا رہی تھی۔۔۔

میری بلا سے۔۔۔ اب کھانا کب لگے گا۔۔۔ ایک دم سے بچوں جیسی شکل بنا کر ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔

کہاں ہے نظر نہیں آرہی آج۔۔۔۔۔ احان نے بے چینی سے نظریں ارد گرد دوڑاتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔

رنگے برنگے لوگ بے ہنگم شور۔۔۔ لڑکیوں کے قہقہے۔۔۔ بچوں کی چیخیں۔۔۔ جھلملاتے جوڑے۔۔۔ پر وہ چہرہ کہیں بھی نہ تھا آج۔۔۔ وہ بڑی بڑی آنکھیں۔۔۔ ان پر خم دار پلکیں۔۔۔ دودھ جیسی سفید

احان جمل سا ہوتا ہوا اپنے دل کو سرزنش کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تو روزا سے دیکھنے کے غرض سے نازلین کو سکول سے لینے جاسکتا تھا۔۔۔ لیکن یہ سب احان سکندر کے دل کو تو گوارا تھا پر دماغ کو کسی صورت گوارا نہ تھا۔۔۔

وہ اتنا مضبوط تو تھا کہ وہ خود پر قابو پالیتا۔۔۔ اور وہ پاچکا تھا۔۔۔

اور یہ سب اس لیے بھی تھا کہ احان سکندر کو یہ جاننا تھا کہ یہ صرف وقتی خمار ہے یا پھر وہ جس میں دل کی سلطنت کے تخت پر کوئی زبردستی قابض ہو جایا کرتا ہے۔۔۔

قلم روانی سے سفید کاغذ پر چلتا ہوا۔۔۔ اس کے دل اور دماغ کی جنگ کو روکنے کی سعی کر رہا تھا۔۔۔

دماغ جیت چکا تھا۔۔۔ اور ماہوین جہانزیب۔۔۔ دل کی کسی کونے میں پڑے صندوق میں بند ہو گئی تھی۔۔۔

بات سن ذرا۔۔۔۔۔ حنا کا بازو دبوچ کر وہ اسے ایک طرف لے گئی تھی۔۔۔

کیا ہے۔۔۔۔۔ حنا نے تکلیف سے بازو سہلاتے ہوئے ماتھے پر بل ڈالے کھڑی ماہوین کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

عمار کیوں دیکھے جا رہا مجھے ایسے۔۔۔۔۔ ماہوین نے دانت پیستے ہوئے حنا کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔

حنا اس کے ماموں کی بیٹی تھی۔۔۔ اور عمار اس کا خالہ زاد تھا۔۔۔ وہ اکثر اپنے ماموں کے گھر آیا کرتے تھے۔۔۔ اور پہلے بھی کبھی کبھار عمار سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔۔۔ لیکن اس دفعہ اس کا انداز کچھ عجیب سا ہی لگ رہا تھا۔۔۔ وہ اب کالج میں پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔ اور عمار جیسی بہت سی نظروں کی

کچھ کہنا ہے آپکو کیا۔۔۔ ماہوین سے۔۔۔ حنانے ناک پھلا کر کمر پر دونوں ہاتھ دھرتے ہوئے
کہا۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ عمار نے سینے پر ہاتھ باندھ کر انجان شکل بنا کر کہا تھا۔۔۔
آپ کو بھی پتا ہے کیا ہوا ہے۔۔۔ زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ حنانے سر ہلاتے
ہوئے آنکھوں کو سکیر کر کہا تھا۔۔۔

ماہوین نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔۔۔ عمار نے محبت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔
جی۔۔۔۔۔ بلکل۔۔۔۔۔ آپ نے جو تنگ کر رکھا اسے تاڑتاڑ کر۔۔۔ حنانے دانت پیس کر طنز بھرے
لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

تو کیوں۔۔۔۔۔ ہے پھر اتنی خوبصورت۔۔۔۔۔۔۔ عمار نے لب بھینچ کر لبوں پر بے ساختہ ابھر آنے
والی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔۔۔
پھر چور نظر سے ارد گرد دیکھا۔۔۔۔۔

وہ کل کسی کام سے خالہ رخ کے گھر آیا تھا۔۔۔ اور پھر ماہوین کو دیکھ کر جیسے دل دھڑکنا بھول گیا
تھا۔۔۔ اس نے آج کوئی پہلی دفعہ ماہوین کو نہیں دیکھا تھا پہلے بھی دو سال پہلے وہ شادی کی تقریب
میں اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔ پر پہلے کبھی نہ تو وہ ایسی لگی اور نہ شاید اسی نے اتنا غور کیا تھا۔۔۔ لیکن اس دفعہ
تو وہ کوئی اسپر ای ہی لگ رہی تھی جس کے لیے وہ بہانے بہانے سے خالہ کے گھر کا چکر لگا رہا تھا۔۔۔
شرم کر لیں۔۔۔۔۔۔۔ حنانے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہی تو ہے نہیں۔۔۔۔۔۔۔ عمار نے تمہہ لگایا تھا۔۔۔

جس پر حنانے کندھے پر زور کی چپت لگائی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو سکتا پھر آپکا اس سے اچھی خاصی سینیں گے پھر ہی سکون آئے گا۔۔۔۔۔۔۔ حنانے افسوس

میں نازلین کے کانوں میں سرگوشی کر رہی تھی۔۔۔ آنے والے ہر وقت سے انجان وہ اسے اپنا سچا دوست مانتے ہوئے اس سے ہر بات کر جاتی تھی۔۔۔

ذرا بڑی سی اتج کا ہو۔۔۔ ہینڈ سم ہو۔۔۔ مجھے ایسے ٹریٹ کرے جیسے میں کوئی پھول ہوں اس کے لیے۔۔۔ اس کے گال اس انجان شخص کے لیے گلابی ہو گئے تھے۔۔۔

دراصل بابا نے مجھے اتنا پیار دیا ہے ہمیشہ۔۔۔ اب دل کرتا جو بابا کے بعد میری زندگی میں اہم ہو اس کے لیے بھی میں ایسے ہی ہوں جیسے میں بابا کے لیے۔۔۔ ایک ایسا جو بابا کی طرح مجھے اپنے ایک قیمتی اثاثے کی طرح رکھے۔۔۔ ماہوین نے کھوی کھوی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

اف۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ شام کو گھر آرہی ہو کیا۔۔۔۔۔ نازلین نے اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں آؤں گی۔۔۔۔۔ یاد ہے نہ انٹرنیٹ کا آئی ڈی بنانا سیکھنا ہے تم نے۔۔۔ ماہوین نے شوق سے کہا تھا۔۔۔

اور پھر وین کی کھڑکی سے باہر ساتھ ساتھ چلتی اس لڑکے کی بائیک کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ اس لڑکے کا روز کا معمول تھا۔۔۔

یہ بن گیا تمہارا اکاونٹ یا ہوا پلکیشن پر۔۔۔۔۔ نازلین نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ لبوں کو دانتوں میں دبائے کمپیوٹر کے سامنے کرسی کو گول گول گھوما یا تھا۔۔۔۔۔

ماہوین نے پر اشتیاق نظروں سے سامنے سکرین کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ کمپیوٹر اور انٹرنٹ بالکل نیا تھا اس کے لیے۔۔۔

کچھ دن پہلے ہی جہانزیب اس کے لیے کمپیوٹر سسٹم لائے تھے جس کا ذکر اس نے نازلین سے کیا تو اس

نے اسے انٹرنٹ پر اکاونٹ بنانے کا مشورہ دیا تھا۔۔۔ اسی لیے آج وہ نازلین کے گھر اس کے کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے براجمان تھی۔۔۔

ایک فرینڈ ایڈ کر کے دوں۔۔۔۔۔ نازلین نے شوخ سے انداز میں بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تھا۔
کون ہے۔۔۔۔۔ ماہوین نے پرتجسس انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

ایک لڑکا ہے اسے تنگ کرنا ہے۔۔۔۔۔ نازلین نے لبوں کو دانتوں میں دبا کر کہا تھا۔۔۔
کون۔۔۔ وہی معارف۔۔۔۔۔ ماہوین نے ہلکے سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

3

پاگل نہیں نہ۔۔۔ وہ نہیں۔۔۔ یہ کوی اور ہے۔۔۔۔۔ نازلین نے ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں اسے تنگ کرتی کبھی کبھی اب تم بھی کیا کرنا اس سے بات۔۔۔۔۔ نازلین نے شوخ سے انداز میں سرہلاتے ہوئے اسے مشورہ دیا تھا۔۔۔

تمہارے معارف کا کیا حال ہے۔۔۔ ماہوین نے اسے چھیڑنے کے سے انداز سے کہا۔۔۔

وہ ٹیوشن کے لیے جاتی تھی۔۔۔ وہاں اس کا ایک ہم جماعت اس میں پسندیدگی ظاہر کرتا تھا اور نازلین اس کے لیے اپنی پسندیدگی کا اظہار ماہوین سے کر چکی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ بات نہیں ہو رہی کچھ دن سے۔۔۔ میں ٹیوشن نہیں گی دو دن۔۔۔ احان چھوڑ کر آتا ہے نہ۔۔۔۔۔ نازلین نے اس سے لہجے میں کہا۔۔۔

احان۔۔۔۔۔ احان کہاں ہے۔۔۔ اچانک ماہوین کی آنکھوں کے سامنے ایک سال پہلے دیکھا ہوا احان کا سراپا لہرا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ٹیسٹ دینے گیا ہوا اسلام آباد۔۔۔۔۔ نازلین نے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔۔

اب وہ اسے چیٹ کرنا سیکھا رہی تھی۔۔۔ جبکہ ماہوین کھوئی کھوئی سی احان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ لاشعوری طور پر وہ اس کو سوچ رہی تھی جس سے کبھی اس کی بات تک نہیں ہوئی تھی۔۔۔ زندگی کے آٹھار سال بیت چکے تھے جس میں اس نے احان کو صرف ایک دفعہ دیکھا تھا۔۔۔ احمرین کی شادی پر لوگوں کے جھرمٹ میں گھرا وہ سنجیدہ سا چہرہ پتہ نہیں کیوں آج بھی ذہن میں نقش ساہی تھا۔۔۔

کیا سوچے جا رہی ادھر دیکھو۔۔۔ نازلین نے زور سے بازو ہلایا تھا اس کا۔۔۔ اور وہ زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائے اب اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔

کیسا ہوا ٹیسٹ۔۔۔۔۔ سمیعہ نے دھڑکتے دل سے پوچھا تھا۔۔۔ وہ فون کان کو لگائے ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھے کھڑی تھیں۔۔۔

ہمیشہ کی طرح بہت اچھا امی۔۔۔۔۔ احان نے انکی محبت سے سرشار ہوتے ہوئے چہکتی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

وہ اسلام آباد انجنئرنگ کا ٹیسٹ دینے گیا تھا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اس نے انٹر میڈیٹ پوزیشن کے ساتھ کلیئر کیا تھا۔۔۔ اور اب مختلف یونیورسٹیز میں وہ داخلہ ٹیسٹ دے رہا تھا۔۔۔

ماں صدقے میرے چاند۔۔۔۔۔ سمیعہ نے نہال ہو جانے کے انداز میں کہا تھا۔۔۔

امی نازی سے بات کروادیں۔۔۔۔۔ احان نے خوشی سے جوش میں کہا تھا۔۔۔

وہ ماہوین آئی ہوئی اس کے ساتھ بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے ایک قدم آگے بڑھا کر پھر کچھ یاد آ جانے پر مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

اوہ اچھا!!!!!!۔۔۔۔۔ احان کو اپنے دل کی دھڑکن ہلکے سے بڑھتی محسوس ہوئی

کیا مطلب کہاں آ رہا ہوں۔۔۔ یہ سیٹ ہے میری اور ایک ہفتے سے میں اس پر بیٹھ رہا ہوں
۔۔۔۔۔ احان نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا تھا۔۔۔۔۔
ایک ہفتے سے بیٹھ رہے تھے نہ۔۔۔ آج سے نہیں بیٹھو گے۔۔۔۔۔ لڑکی نے بھنویں اچکا کر بڑے انداز
میں کہا تھا۔۔۔۔۔
احان کا اسلام آباد فاسٹ یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک ہفتے سے پہلی قطار کی نشست پر
بیٹھ رہا تھا۔۔۔ لیکن آج یہ لڑکی اسی نشست پر کھڑی اس کے ساتھ بحث کر رہی تھی۔۔۔
کیا مطلب۔۔۔۔۔ احان نے ماتھے پر بل ڈال کر دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔
مطلب وہی جو تم سمجھے ہو مسٹر۔۔۔ صبا بتاؤ اسے میں کون ہوں۔۔۔۔۔ ایک دم سے وہ ایک ادا سے
ساتھ کھڑی اسی انداز کی لڑکی سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔۔۔
یہ ملک اسد کی بیٹی ہے۔۔۔ تارم اسد۔۔۔۔۔ جانتے تو ہو گے انھیں تم کتنے بڑے سیاستدان ہیں۔۔۔ صبا
نے ایک ادا سے کہا تھا۔۔۔۔۔
ملک اسد کی بیٹی ہوں گی آپ اپنے گھر میں۔۔۔ اس یونیورسٹی میں سب سٹوڈنٹس ایکول ہیں سمجھی
آپ۔۔۔ اور میں یہیں بیٹھوں گا۔۔۔ بلا لاؤ اپنے گھر کے گنڈوں کو۔۔۔ احان نے بازو سے دبوچ کر
اسے ایک طرف کیا تھا اور ناک پھلاتا ہوا وہ اسی نشست پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔
تارم کا چہرہ ایک دم سے غصے میں لال ہوا تھا۔۔۔۔۔
یو۔۔۔۔۔ بلڈی۔۔۔۔۔ تارم نے انگشت انگلی اٹھا کر احان کے سامنے کی اور دانت پیستے ہوئے کہا
تھا۔۔۔۔۔
آئے۔۔۔۔۔ جسٹ۔۔۔۔۔ شٹ یور۔۔۔۔۔ ماوتھ سمجھی۔۔۔۔۔ احان نے بھی اسکے انداز میں
انگلی کھڑی کی تھی۔۔۔۔۔

ان دونوں کے علاوہ اور کسی کو نہ تھی۔۔۔ لیکن آج انھیں ماہوین نے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا۔۔۔
او۔۔۔۔۔ زیادہ میرے سامنے معصوم بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے شرارت سے
آنکھیں سکیر کر کہا تھا۔۔۔

کچھ بھی نہیں وقار سے حال چال لے رہی تھی۔۔۔۔۔ حنانے نظریں چرا کر کہا تھا۔۔۔
جس پر ماہوین نے بے ساختہ قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ شک تو اسے ان دونوں پر بہت عرصے سے تھا۔۔۔ اب
یقین ہو گیا تھا۔۔۔ دل کو خوشی ہو رہی تھی حنا اس کی کزن ہی نہیں اس کی بہت اچھی دوست بھی
تھی۔۔۔

تم چل رہی ہو اب ساتھ میرے یا نہیں۔۔۔ حنانے نجل ہو کر بات بدلی تھی۔۔۔
چل رہی ہوں۔۔۔ چلو۔۔۔۔۔ ماہوین اس کے پریشان ہونے پر مسکرا دی تھی۔۔۔
بازار جاتے ہوئے بھی وہ جان بوجھ کر حنا کی طرف شرارت سے دیکھے جارہی تھی۔۔۔ وہ ایک کیفے کے
سامنے آٹوروک کر ماہوین کو اندر آنے کا اشارہ کرتی ہوئی اندر جا چکی تھی۔۔۔ جہاں بالکل سامنے پہلے
سے عمار بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

حنایہ سب کیا ہے۔۔۔ ماہوین سپاٹ چہرے کے ساتھ حنا کی طرف مڑی تھی اور دانت پستے ہوئے
کہا۔۔۔

پلیز۔۔۔ ایک دفعہ ان کی بات سن لو۔۔۔۔۔ حنانے ہاتھ جوڑتے ہوئے التجائی انداز میں کہا تھا۔۔۔
ماہوین کچھ دیر پر سوچ انداز میں کھڑی رہی پھر آہستہ سے چلتی ہوئی عمار کے بالکل سامنے آ کر بے زاری
سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ جب کے وہ مسکراتا ہوا اس پر نظر جمائے محبت سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔
کہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے ہونٹوں کے زاویے کو بدلتے ہوئے بے زار سے لہجے میں کہا
تھا۔۔۔

احان پلیرز۔۔۔۔۔ لیو۔۔۔۔۔ لیو۔۔۔۔۔ ہر۔۔۔۔۔ فواد سے سمجھتا ہوا ایک طرف لے گیا تھا۔۔۔۔۔

مجھ سے تو اب بات ہی نہیں کرتا وہ۔۔۔۔۔ کیا جادو کر دیا ہے۔۔۔۔۔ نازلین نے شرارت سے ماہوین کی طرف دیکھا۔۔۔

ارے بھی کچھ بھی نہیں بس فرینڈز والی چیٹ ہوتی اس سے۔۔۔۔۔ ماہوین نے چپس کو منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نازلین نے ماہوین کو جس لڑکے کے کی چیٹ آڈی دی تھی وہ دونوں مل کر اسے تنگ کرتی تھیں لیکن اب وہ لڑکا صرف ماہوین سے بات کرتا تھا۔۔۔

کچھ پریشان سی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ نازلین نے کھوجتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ بہت دن سے وہ دیکھ رہی تھی کہ ماہوین کھوی کھوی سی رہتی تھی۔۔۔

یار وہی عمار والا مسئلہ۔۔۔ اس دن وہ روپڑا میرے سامنے۔۔۔۔۔ ماہوین نے مدھم سے لہجے میں کہا۔۔۔

ماہوین۔۔۔ مجھے بھی ایسا لگتا ہے وہ سچی محبت کرتا تم سے۔۔۔ میں تو یہ کہوں گی مت ٹھکراؤ اس کے پیار کو۔۔۔۔۔ نازلین نے محبت سے ماہوین کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

وہ کالج کے گراؤنڈ میں گھاس پر بیٹھی تھیں۔۔۔

تم۔۔۔ اپنے مشورے نہ اپنے پاس ہی رکھو۔۔۔ تمہیں پتا ہے کتنے اچھے رشتے آ رہے میرے۔۔۔ اور بابا بھی چاہتے کوئی ایسا ہو جو ہر طرح سے میرے معیار پر پورا اترے۔۔۔ دولت مند ہو۔۔۔

خوبصورت ہو۔۔۔ اور عمار خوبصورت تو ہے لیکن نہ تو دولت مند اور نا ہی زیادہ پڑھا لکھا۔۔۔۔۔ آخری بات پر ماہوین کا لہجہ دھیمّا پڑا تھا۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ تم کہیں۔۔۔ لڑتے۔ لڑتے۔۔۔ وہ منہ کھولے تارم کے پاس آئی تھی۔۔۔

کہیں تمہیں اس سے پیار۔۔۔ اوہ مائی گاڈ۔۔۔ صبا کا منہ کھل گیا تھا وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھی تارم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تارم اسد۔۔۔ بلا کی ذہین۔۔۔ نک چڑھی۔۔۔ سر چڑھی۔۔۔ عام سی شکل و صورت پر جدید فیشن سے لیس ایک امیر باپ کی اکلوتی بیٹی آج احان سکندر کے لیے پریشان حال بیٹھی تھی۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔ بوائز ہاسٹل چلتے ہیں۔۔۔ تارم نے ایک دم سے کھڑے ہو کر چمکتی آنکھوں کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا وہ کس لیے۔۔۔ صبا پر حیرانی کا ایک اور پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔۔

احان کا پتا کرنے وہ کیوں نہیں آ رہا۔۔۔ تارم نے لب کچلتے ہوئے بے چینی سے کہا تھا۔۔۔

نہیں بلکل نہیں۔۔۔ صبا نے ہوا میں دونوں ہاتھ نہیں کی صورت میں ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چلو تم اور ایکٹنگ بعد میں کرنا۔۔۔ مجھے جانا ہے اس کا پتہ کرنا ہے وہ کیوں نہیں آ رہا

ہے۔۔۔۔۔ تارم نے پریشان صورت بنا کر کہا تھا۔۔۔

اسے خود کی سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی وہ یہ سب کیوں اور کس لیے کر رہی ہے۔۔۔ پر آج جب تین دن

تک احان نظر نہیں آیا تھا وہ بے چین سی ہو گئی تھی۔۔۔ احان ایسا ہی تو تھا کہ اسے بے چین کر دیتا۔۔۔

دراز قد۔۔۔ سفید رنگت۔۔۔ تیکھی ناک۔۔۔ پرکشش سراپا۔۔۔

وہ کچھ فروٹس لے کر ہاسٹل کے وزیٹنگ روم میں بیٹھی تھیں۔۔۔ جب احان کا دوست وہاں آیا۔۔۔ فواد کا

منہ کھولے کا کھولارہ گیا تھا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ احان کہاں ہے۔۔۔ تارم نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

عمار کو کسی حوالے سے نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بے پناہ محبت اسے ہر اس لڑکے کے کی طرح ہی لگتی تھی جو اس کی ایک جھلک کے بعد ہی دیوانے ہو جایا کرتے تھے۔۔ اور اسے عادت ہو چکی تھی کالج کے باہر کھڑے اس لڑکے کی۔۔۔ عمار کی ضد کی لیکن وہ ان کے لیے کچھ بھی محسوس نہیں کر پاتی تھیں۔۔۔

مجھے تھوڑا سا وقت دو گی۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ عمار نے التجائی انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔
ماہوین۔۔۔۔۔ کچھ بولو تو۔۔۔۔۔ دوسری طرف کی خاموشی عمار کو بے چین کر گئی تھی۔۔۔۔۔
ماہوین۔۔۔۔۔ عمار نے پھر سے مدہم سے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔
ماہوین نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن بار بار عمار کی کال آتی رہی تھی اس کا حال پوچھنے کے لیے۔۔۔۔۔
بیمار وہ تھی اور بے حال عمار تھا۔۔۔۔۔

اس کو کیا ہو گیا ہے آجکل چڑیل کاروپ نہیں اختیار کر رہی۔۔۔۔۔ فواد نے احان کے کان میں سر گوشی کی تھی۔۔۔۔۔

احان کے لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں ایک لمحے کے لیے ساکن ہوئی تھیں آنکھیں سکیر کر سامنے ہونیورسٹی کے لان میں بیٹھی تارم کی طرف دیکھا جو ہر روز کے معمول کی طرح اسے تاڑنے میں مصروف تھی جیسے ہی ان کی نظر ملتی وہ فوراً مسکرا دیا کرتی تھی لیکن احان ابھی بھی سپاٹ رویہ رکھے ہوئے تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ دو سمسٹر گزر چکے تھے۔۔۔۔۔ اب وہ کبھی بھی اسے تنگ نہیں کرتی تھی اور نہ ہی بد تمیزی کرتی تھی۔۔۔۔۔

مجھے کیا معلوم۔۔۔۔۔ احان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔۔ اور پھر سے نگاہیں لیپ ٹاپ پر جھکالی تھیں۔۔۔۔۔

لوگوں کی بھیڑ میں سے گزرتی آگے آرہی تھی۔۔۔ چیخ و پکار۔۔۔ آپا فرحت کے بین کی آوازیں۔۔۔ رونے کے آوازیں۔۔۔ وہ ابھی بھی بے یقینی میں آگے بڑھتے جا رہی تھی۔۔۔ بہت سے آنسوؤں سے ترچہرے اسے مڑ مڑ کر عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ ایک دم سے دو عورتیں ہٹیں تھیں۔۔۔ اور سامنے۔۔۔ وردی میں ملبوس عمار سکون سے آنکھیں موندیں لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اسکا چہرہ سفید روشن تھا۔۔۔ اس کی کھڑی ناک۔۔۔ اور خشک لب تھے۔۔۔ یوں لگ رہا تھا وہ سو رہا ہے۔۔۔ سب اس کے سرہانے کھڑے۔۔۔ بیٹھے رو رہے تھے اسے پکار رہے تھے۔۔۔ لیکن وہ کسی کی دہائی نہیں سن رہا تھا۔۔۔

ماہوین تھوڑی سی آگے ہوئی تھی۔۔۔ اس کو شاید معلوم نہیں میں آئی ہوں۔۔۔ ابھی اٹھ جائے گا اور اس کے سب پیارے سکون میں آجائیں گے۔۔۔ وہ نہیں اٹھا تھا اس نے جنازے کے تخت پر دھیرے سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور ہلایا۔۔۔

پھرے گا تو بھی یوں کو بکو ہماری طرح
دریدہ دامن و آشفته مو ہماری طرح
کبھی تو سنگ سے پھوٹے گی آج جو غم کی
کبھی تو ٹوٹ کے روئے گا تو ہماری طرح
پلٹ کر تجھ کو بھی آنا ہے اس طرف لیکن
لٹاکے قافلہ رنگ و بو ہماری طرح۔۔۔
وہ لاکھ دشمن جاں ہو مگر خدانہ کرے
کہ اس کا حال بھی ہو ہو بہو ہماری طرح
ہمی۔۔۔ سزاوار سنگ کیوں ٹھہرے۔۔۔

تڑپتی ممتا۔۔۔ فرحت۔۔۔ نگہت کے جوان بھائی کے جانے پر بین۔۔۔ انف۔۔۔ کیوں۔۔۔ چلا
گیا وہ ان سب کو چھوڑ کر۔۔۔ سارے بلک بلک کر رو رہے تھے۔۔۔
ماہوین۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔ حنانے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے کان میں سرگوشی کی
تھی۔۔۔

ماہوین نے تر آنکھوں سے حنا کا دھندلہ چہرہ دیکھا تھا۔۔۔ اب حنا اس کا ہاتھ تھامے اسے لے کر جا رہی
تھی۔۔۔ اور وہ بے سدھ بس اس کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔۔۔
وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر عمار کے کمرے میں لے آئی تھی۔۔۔ ماہوین کانپ گئی تھی۔۔۔ اس کمرے میں وہ
پچھلی دفعہ موجود تھا۔۔۔

کتنے نمبر بلاک کرو گی میرے۔۔۔ درو دیوار جیسے بازگشت کر رہے تھیں۔۔۔
ماہوین۔۔۔ دیکھو۔۔۔ یہ عمار کی کچھ ڈائریز ہیں۔۔۔ سب تمہارے لیے لکھی ہوئی ہیں۔۔۔ حنانے
مدھم سی آواز میں کچھ ڈائریز اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔
اور تمہاری چرائی ہوئی بہت سے تصاویر۔۔۔ ان پر بس اب تمہارا حق ہے۔۔۔ ان کو لے جاؤ۔۔۔ جلا
دینا۔۔۔۔۔ حنانے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

عمار کی دو سال کی محبت سے بھرے پلندے اسے من من بھاری محسوس ہوئے تھے۔۔۔
وہ بے حس۔۔۔ ساکن کھڑی تھی۔۔۔

ہمارے جیسا کوئی دوسرا نہ پاؤ گے۔۔۔
بھنور میں رہو گے کنارہ نہ پاؤ گے
وحشت دل جب ستائے گی تمہیں۔۔۔

متاثر ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہممم۔۔۔۔۔ کیسی ہے۔۔۔۔۔ یہیں اسلام آباد کی ہے کیا۔۔۔۔۔ فواد نے شرارت سے آنکھ دبا کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔

مجھے کیا پتا کیسی ہے۔۔۔۔۔ میں ملا نہیں اس سے ہاں یہاں کی ہی ہے۔۔۔۔۔ احان نے فواد سے جان چھڑوانے کی خاطر سنجیدہ سے انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

واہ۔۔۔۔۔ واہ۔۔۔۔۔ تیری یہ جو پک لگا رکھی ہے نہ تو نے بس اسی پر فدا ہو گئی ہو گی۔۔۔۔۔ فواد نے احان کی آئی ڈی۔۔۔۔۔ تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جاندار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔۔ ڈسپلے کی اس تصویر میں ارحم بلیک ٹی شرٹ میں غضب ڈھارہا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ ویسا دہلا پتلا نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ جسم مناسب حد تک بھر گیا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ جو تیرے آگے پیچھے پھرتی ہے۔۔۔۔۔ اس کا کیا۔۔۔۔۔ فواد نے کرسی کو الٹا گھوما کر دونوں طرف ٹانگیں نکالیں اور بالکل احان کے سامنے ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کون۔۔۔۔۔ تارم۔۔۔۔۔ یار پاگل ہو رہی ایسے ہی میرے پیچھے میں اسے صرف فرینڈ ہی سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ احان کے چہرے پر ایک دم سے بد مزگی سی پھیل چکی تھی۔۔۔۔۔

تارم اور صباب دونوں ان کے گروپ میں شامل ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔ اب احان بھی تارم سے خار نس کھاتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن تارم کی نظروں میں ماجود اپنے لیے بے پناہ پسندیدگی سے کھلتی تھی۔۔۔۔۔ اس نے تارم کو لے کر ایسا کبھی کچھ نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس کا حد سے زیادہ کرنے لگی تھی مہنگے گفٹس دینا۔۔۔۔۔ احان کو دیکھتے رہنا۔۔۔۔۔ ہر طرح اس کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔

لیکن احان کو یہ سب کوفت میں مبتلا کرتا تھا۔۔۔۔۔

تو۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ پاگل ہے۔۔۔۔۔ بھئی۔۔۔۔۔ لاٹری ہے۔۔۔۔۔ اسد ملک کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔ فواد نے

بڑھایا تھا۔۔۔۔

جی۔۔۔۔ بلکل۔۔۔۔ ماہوین نے خوشگوار حیرت کے ساتھ زویا کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔۔
لاہور آ کر وہ پنجاب یونیورسٹی کے ٹیسٹ کے بعد واپس چلی گئی تھی۔۔۔۔ اب پھر لسٹ دیکھنے آئی تھی۔۔۔۔
شیراز نے اس کی رہائش کا انتظام ایک پراویٹ گریڈ ہاسٹل میں کیا تھا۔۔۔۔ ماہوین جب سے لاہور آئی
تھی۔۔۔۔ زویا وہ پہلی لڑکی تھی جس سے اس کی ملاقات ہوئی اور پھر دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔ زویا اپنی
صورت کے ساتھ ساتھ سیرت کی بھی بہت مخلص اور اچھی لڑکی تھی۔۔۔۔ اس نے ایڈمن آفس میں جا
کر ماہوین کا سیکشن بھی چیلنج کر دیا تھا۔۔۔۔ پھر کلاس گروپنگ میں ماہوین کے تین اور دوستوں کا
اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔۔ فہد۔۔۔۔ عدیل۔۔۔۔ اور مبین۔۔۔۔ وہ یونیورسٹی میں تو ان سب کے ساتھ
بہت خوش رہتی تھی۔۔۔۔ ہنسنا باہر گھومنا۔۔۔۔ کھانا پینا۔۔۔۔ لیکن ہاسٹل جاتے ہی وہ پھر سے اداس ہو
جاتی تھی۔۔۔۔ ہاسٹل کی چھت کی سیڑھیاں۔۔۔۔ موبائل۔۔۔۔ اور اس پر چلتا ایف ایم۔۔۔۔ نیچے
سڑک پر دوڑتی بھاگتی ٹریفک۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ لڑکیوں کی دبی دبی سرگوشیاں اور قہقہے۔۔۔۔
چاہے جانا۔۔۔۔ کس کو یہ احساس اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ کسی کو چاہنا یہ اس سے بھی انوکھا
احساس ہوتا۔۔۔۔ عمار اور کالج کے سامنے اس کی ایک نظر کا منتظر۔۔۔۔ کھڑا وہ لڑکا۔۔۔۔ نیٹ پر چاہت
کے دعویٰ دار وہ لڑکا۔۔۔۔ سب بس اسے ہی چاہتے رہے تھے۔۔۔۔ لیکن اس نے کبھی کسی کو نہیں چاہا
تھا۔۔۔۔ کوئی ایسا جو اس کے دل کے تار بجا دیتا۔۔۔۔ کوئی ایسا جو الگ ہو۔۔۔۔
وہ اداس شکل بنائے روز شام کو لڑکیوں کو۔۔۔۔ دیواروں کے ساتھ چپکے اپنے نام نہاد محبوبوں سے
باتیں کرتے دیکھتی رہتی تھی۔۔۔۔
کبھی شیراز کو فون کرنا۔۔۔۔ مجھے باہر لے کر جاؤ۔۔۔۔ کبھی۔۔۔۔ گھر میں۔۔۔۔ جہانزیب کے ساتھ
ڈھیروں باتیں کرنا۔۔۔۔ اس کی ہاسٹل کی اداسی۔۔۔۔ ثانیہ کے آنے پر ختم ہوئی تھی۔۔۔۔ ثانیہ اس کی

نہیں رہی تھی۔۔۔ اور عمار کی شہادت کے بعد۔۔۔ نادیا عجیب طرح سے جہانزیب اور مدیحہ سے بے
اعتنائی برتنے لگی تھیں۔۔۔ وہ جب بھی ماہوین کو دیکھتی تھیں انھیں اپنے بیٹے کی تڑپ یاد آنے لگتی
تھی۔۔۔ انھوں نے نگہت کی شادی پر بھی سب کو مدعو کیا تھا لیکن مدیحہ کو نہیں۔۔۔

7th

اور رخ بھی عمار سے بہت محبت کرتی تھیں۔۔۔ اس لیے اب حنا کی وقار کے ساتھ بڑھتی محبت انھیں
تکلیف دے رہی تھی۔۔۔

میں آئندہ کبھی تمہیں اس سے بات کرتا ہوا نہ دیکھوں

تمہارا رشتہ کر رہی ہوں میں۔۔۔ رخ نے دانت پیسے اور موبائل بیڈ پر پٹخا۔۔۔

امی۔۔۔ پلیز ایسامت کریں۔۔۔ عمار بھائی کے اس دنیا سے چلے جانے میں۔۔۔ ماہوین کا کیا

قصور۔۔۔۔۔ حنا نے روہانسی آواز میں کہا تھا۔۔۔

جو بھی ہے۔۔۔ میں اپنے باقی بہن بھائیوں کے خلاف ہو کر تمہارا رشتہ وہاں ہر گز نہیں کر سکتی سمجھی

تم۔۔۔۔۔ رخ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

اپنے ذہن میں یہ بات بیٹھا لیا اچھی طرح۔۔۔۔۔ وہ ایک ناگوار نظر حنا پر ڈالتی ہوئی باہر چلی گئی
تھیں۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔ کی برتھ ڈے ہے آج۔۔۔۔۔ موبائل کی سکرین پر انعم کا مسیج چمک رہا تھا۔۔۔

احان کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ احان نے مسکرا کر مسیج ٹائپ کیا تھا۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے۔۔۔۔۔ انعم کا مسیج سکرین پر چمک رہا تھا۔۔۔

کیا-----
کافی پینے چلیں گی میرے ساتھ----- احان نے اس کے حیران ہونے والے مسبح کے جواب میں
لکھا۔۔۔

کیوں نہیں----- کچھ دیر بعد جواب آیا تھا
احان بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔۔۔
یہ سلسلہ پھر طول ہی پکڑ گیا تھا۔۔۔ اس ہلکی سی ملاقات نے ان کے درمیان ایک عجیب ہی سلسلہ چلا دیا
تھا۔۔۔ احان کو انعم کی ذہانت۔۔۔ اس کی سوچ نے بری طرح متاثر کیا تھا اور اب یہ محسوسات محبت
میں تبدیل ہو چکی تھیں۔۔۔ یہاں تک کہ احان نے انعم کا ذرا اپنے گھر والوں سے بھی کر دیا
تھا۔۔۔

آئے۔۔۔ ہائے۔۔۔ عدیل۔۔۔ زویا۔۔۔ مبین۔۔۔ اور فہد نے ایک ساتھ ہو کر
اس کے عقب سے آواز لگائی تھی۔۔۔
وہ جو اکیلی اپنی اسائنمنٹ مکمل کرنے کے غرض سے بیٹھی تھی بے ساختہ چونکی تھی۔۔۔ وہ سارے
شرارتی اس کے بالکل پیچھے کھڑے معنی خیز انداز میں سامنے کھڑے اس سنیر ایم بی اے کے طالب عالم کو
دیکھ رہے تھے جو روز کے معمول کے مطابق ماہوین کو تاڑ رہا تھا۔۔۔
کیا مسئلہ ہے۔۔۔ تم سب کا۔۔۔ کبھی نہ۔۔۔ کچھ آگے بڑھنے دینا۔۔۔ ماہوین نے شرارت
سے آنکھ دبا کر ان سب سے کہا تھا۔۔۔
ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ ہم تمہارے اور تم صرف ہماری۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔ چاروں
ایک ساتھ بولتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ چکے تھے۔۔۔

اچھا کس سے بات ہوئی۔۔۔ ارحم حسن سے ہوئی کیا۔۔۔ زویا نے قریب آ کر کہا تھا۔۔۔
ہاں۔۔۔ وہی تھا آئی تھنک۔۔۔ کیا آواز تھی۔۔۔ ماہوین نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ زویا کو
دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

وہ دونوں سینورسٹی کے وسیع لان میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔
انٹرنشپ ہو جائے بس یہاں۔۔۔ ون منتھ کی۔۔۔ ماہوین نے پرسوج انداز میں کہا تھا۔۔۔ اور
ہاتھوں سے پکڑ لڑگھاس کو توڑا تھا۔۔۔
ہم میں بھی ٹرائی کر رہی ہوں۔۔۔ کہیں ہو جائے۔۔۔ لیکن تمہارا اچھا ہے نہ یہیں ہو جائے۔۔۔ زویا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ان کو اس سمسٹر کے لاسٹ میں سروے کے ساتھ انٹرنشپ کرنی تھی۔۔۔ ماہوین کو اسی کمپنی کی
رپورٹ تیاری کرنی تھی اور اس کی جانب سے ہی انٹرنشپ کرنی تھی۔
چلو پھر عدیل اور فہد انتظار کر رہے۔۔۔ ماہوین کا غز سمیٹتے ہوئے اٹھی تھی۔۔۔

نہیں میں نے تمہارے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچا۔۔۔۔۔ احان نے ناگواری سے کہا تھا۔۔۔
سامنے کھڑی تارم کا چہرہ کچھ لمحے کے لیے کے لیے بچھ سا گیا تھا پھر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے دکنے لگا
تھا۔۔۔

تو سوچ لو نہ۔۔۔۔۔ بڑے پر جوش انداز میں وہ آگے بڑھی تھی۔۔۔
تارم ہم صرف فرینڈز ہیں اور کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ احان نے دانت پیستے ہوئے ہاتھ کے اشارے
سے اسے روکا تھا جبکہ چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔۔۔

میں تم سے محبت کرتی ہوں تم جانتے ہو۔۔۔ اب ہمارا لاسٹ سمسٹر چل رہا پھر تم چلے جاؤ گے۔۔۔۔۔

خاموش ہونے کے بعد بات کو آگے بڑھایا

وہ ان کے ساتھ کافی زیادہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔ اور اگر انعم۔ اس کی زندگی میں نہ بھی ہوتی وہ تب بھی کبھی تارم کی طرف نہ بڑھتا۔۔۔

اسد ملک نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے ایک منٹ میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔۔۔ دیکھیں۔۔۔ میں اس میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔۔ میں یہاں صرف پڑھنے آیا ہوں۔۔۔ احان نے غصیلی نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ آپ تارم کو سمجھائیں۔۔۔ احان التجائی انداز میں مگردانت پس کر کہا تھا۔۔۔

کس بات کی مٹھائی ہے۔۔۔۔ ماہوین نے پلیٹ میں پڑی چمچم کو اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔

تمہیں نہیں پتا۔۔۔ عائشہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں تو کس بات کی ہے۔ ماہوین نے فائلز کے پلندے کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

سرارحم کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔۔۔ عائشہ نے بہت مسکرا کر کہا

او اچھا۔۔۔ ماہوین نے پرسوج انداز میں کہا

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔۔۔ ماہوین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ دھیرے سے کرسی کو دھیکتے ہوئے بیٹھ چکی تھی۔۔۔

کتنا خوش ہے وہ اپنے بیٹا ہونے پر کیا لوگ اتنے خوش ہوتے ہیں جب ان کی اولاد ہوتی ہے کتنی مسرت آج اتنے دنوں بعد وہ ارحم کے چہرے کو مسکراتا ہوا دیکھ رہی تھی اولاد ہونے کی مسرت اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ خوب رو تھا۔۔۔ اور آج تو مسکراتا ہوا اور بھی دلکش لگ رہا تھا ماہوین کتنی دیر تک

ماہوین کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ اسے ارحم اس لمحے زہر لگ رہا تھا۔۔۔ وہ آخر اس کو سمجھ کیا رہا تھا۔۔۔ وہ ایسی بے دل ہوئی کہ پھر پوری تقریب میں اس کا دل نہیں لگا تھا۔۔۔ عائی شہ نے بہت بار اس سے پوچھا لیکن وہ روہانسی سی ہو گئی تھی۔۔۔

آمی۔۔۔ رکیں گی نہ تمہاری طرف۔۔۔ احان نے مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا تھا۔۔۔ آچھا۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ انعم نے کافی کاکپ لبوں کے ساتھ لگایا تھا اور مسکراہٹ دبائی۔۔۔

اچھے سے خدمت کرنا۔۔۔ ساس ہیں تمہاری۔۔۔ احان نے شرارت سے آنکھ دبائی تھی۔۔۔

لبوں ہر جاندار شریر سی مسکراہٹ تھی۔۔۔ جو انعم کو پاگل کر دینے کے لیے کافی تھی۔۔۔ احان انعم کو اپنے پورے گھر سے متعارف کرا چکا تھا۔۔۔ اب سمیعہ کو اسلام آباد آنا تھا چیک اپ کے لیے۔۔۔ اور احان خود ہاسٹل میں رہتا تھا۔۔۔ انعم کے گھر میں سمیعہ کو ٹھہرانے کا فیصلہ بہت اچھا تھا۔۔۔ اس طرح وہ انعم کو سمیعہ کے اور قریب کر سکتا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ جی۔۔۔ بتانے کی ضرورت نہیں مجھے سمجھے آپ۔۔۔ انعم شرمگئی تھی۔۔۔ دھیرے سے نظریں جھکائی وہ مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔۔

احان نے اس کی حالت سے محزوز ہو کر قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ وہ اب ایک دوسرے سے آئے دن باہر ملنے لگے تھے۔۔۔

ایسی بات ہے کیا۔۔۔ احان نے شرارت اور محبت کے ملے جلے تاثر سے دیکھا تھا۔۔۔ جی۔۔۔ ایسی ہی بات ہے۔۔۔ انعم نے دونوں لبوں کو منہ کے اندر رکھ کر کہا تھا۔۔۔

میں موجود سب سے الگ لگ رہی تھی۔۔۔

اواہ احان۔۔۔۔۔ کیسے ہو۔۔۔۔۔ شیراز کی جوش بھری آواز پر ماہوین نے چونک کر دیکھا تھا۔۔۔

احان سکندر۔۔۔۔۔ آج کتنے سال بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا جس نے پہلی دفعہ اس کے دل کی کچی زمین پر ایک بیج بویا تھا۔۔۔۔۔ وہ سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہی ماواری دکلش چہرہ۔۔۔۔۔ لمبی آنکھیں۔۔۔۔۔ مڑی ہوئی پلکیں۔۔۔۔۔ اور ان آنکھوں پر ٹکانازک سا چشمہ۔۔۔۔۔ بیضوی چہرہ۔۔۔۔۔ خوبصورت پنکھڑی جیسی تراش کے لب۔۔۔۔۔ بھورے چمکتے سیدھے بال۔۔۔۔۔ گداز سراپا۔۔۔۔۔ وہ یک ٹک دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ بمشکل دماغ کو جھٹک کر شیراز کی طرف مسکرا کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

کتنی بدل گئی تھی وہ اتنے سالوں میں۔۔۔۔۔ وہ اور بھی حسین ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ چورسی نظر بے ارادہ ماہوین کے سراپے پر بار بار اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے لاہور کسی کام سے آنا تھا اور سبحان نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اس کی سالگرہ والے دن آجائے کام بھی ہو جائے گا اور تقریب میں شرکت بھی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ شیراز بات کرتا ہوا احان کو ماہوین کے بلکل سامنے لے آیا تھا۔۔۔۔۔

دل کے اندر بند پرانے سے زنگ آلودہ تالے والے صندوق کے اندر سے دبی دبی سی چیخیں سنائی دینے لگی تھیں۔۔۔۔۔ احان کو عجیب سے احساس نے گھیر لیا تھا۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ احان نے۔۔۔۔۔ مسکراہٹ سجا کر سامنے کھڑی ماہوین کو دیکھا۔۔۔۔۔ آواز بمشکل باہر نکلی تھی

و علیکم اسلام۔۔۔۔۔ ماہوین کے دکلش لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔۔۔ مڑی ہو پلکوں کی جھالر کے نیچے دل آویز آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ بلکل سامنے ہی آکر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔۔ شیراز سبحان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

احان اور ماہوین دونوں خاموش مختلف انداز میں سوچ رہے تھے۔۔۔

احان کے ذہن میں بس اس کا مغرور پن گھوم رہا تھا جو وہ نازیلین اور سمیعہ سے سنتا آ رہا تھا۔۔۔ کبھی زندگی میں کسی لڑکی سے بات کرنے میں یوں گھبراہٹ نہیں ہوئی تھی جیسی اب ہو رہی تھی۔۔۔

احان سامنے رکھے میز پر ہاتھ ٹکا کر بیٹھا تھا۔۔۔ میری طرف تو دیکھ ہی نہیں رہی۔۔۔ چور نظر سے ارد گرد دیکھتے ہوئے وہ ایک اچھتی سی نظر ماہوین پر ڈال رہا تھا۔۔۔

اسلام آباد ہوتا ہے اتنی خوبصورت لڑکیاں ہو گئیں اس کی یونیورسٹی میں اس کے ساتھ پڑھتی ہوں گی۔۔۔ اتنا ذہین ہے۔۔۔ کتنا بور ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ بے چارہ۔۔۔ ماہوین احان کی طرف دیکھ کر سوچ رہی تھی۔۔۔ اس خبر سے بالکل انجان کہ وہ سامنے بیٹھے اس شخص کے دل میں موجود ایک پرانے صندوق میں اتھل مچل مچا رہی ہے۔۔۔

پتہ نہیں وہ کیسی لڑکی ہو گی جسے احان سکندر جیسا لڑکا پسند کرتا ہو گا۔۔۔ وہ احان کی طرف دیکھے بنا سمیعہ کی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔ جو اس دن اس نے گھر میں کی تھیں کہ احان ایک لڑکی کے بارے میں بہت سنجیدہ ہے۔۔۔ اور سب گھر والوں کو اس سے ملا چکا ہے۔۔۔ ایک عجیب سی خواہش ماہوین کے دل میں آئی تھی اس لڑکی کو دیکھنے کی۔۔۔

اسی طرح خاموش اپنی اپنی سوچوں میں گم نفوس۔۔۔ ایک دوسرے کو ہی سوچے جا رہے تھے۔۔۔

اب اس لمحے جب ماہوین احان اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔ انعم کا سراپا کہیں دھندلہ سا گیا تھا۔۔۔

اور وہ اپنے اس احساس سے پریشان سا ہو گیا تھا۔۔۔ اسی جنگ میں سارا وقت گزر گیا تھا اور وہ شیراز کے ساتھ اٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔

_***

چھیڑتے ہیں گد گداتے ہیں پھر ارماں آج کل

--- پروجیکٹ --- ماہوین بھی مختصر جواب دیتی رہتی تھی ---

تم یہاں ہو تو جیت ہی جاؤں گا --- احان نے گلوز پہنتے ہوئے محبت بھری مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا تھا ---

اچھا --- اتنے دن سے بات تو کر نہیں رہے تھے --- انعم نے خفگی بھرے انداز میں کہا تھا ---
گراؤنڈ میں چلتی ہو اس کے بالوں کو بار بار اس کے چہرے پر بکھرا رہی تھی --- جسے وہ بڑے انداز سے اپنے ہاتھوں سے ہٹا رہی تھی --- احان کی یونیورسٹی کا کرکٹ میچ تھا دوسری یونیورسٹی کے ساتھ اور احان اپنی کرکٹ ٹیم کا کپٹن تھا --- انعم کو اس نے میچ کا بتایا تو وہ وہاں پہنچ چکی تھی ---

وہ --- بس کچھ مصروف تھا --- احان نے شرمندگی سے نظریں چراتے ہوئی کہا تھا ---
اسے کیا بتاتا کہ ماہوین کو پھر سے دیکھنے کے بعد وہ بری طرح پریشان سا ہو گیا تھا دل کی اس عجیب حالت سے نکلنے کے لیے اسے تین دن لگ گئے تھے اور اس دوران اس نے انعم سے جان بوجھ کر بات نہیں کی تھی --- اس کا دل ہی نہیں کرتا تھا بات کرنے کو ---

اوکے --- بیسٹ آف لک --- انعم بھرپور انداز میں مسکرائی تھی ---

احان --- عقب سے تارم کی آواز پر دونوں چونکے تھے ---
سانولے سے رنگ --- سیاہ بالوں کو کھلا چھوڑے --- آنکھوں پر مہنگا چشمہ سجائے --- تارم طنز بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑی تھی ---

ہائے --- احان نے بے زار سی شکل بنا کر کہا تھا ---

وہ اب تارم سے کھچا کھچا سا رہنے لگا تھا --- جہاں وہ ہوتی وہاں سے جان چھڑوا کر وہ بھاگ جاتا تھا ---
بیسٹ آف لک --- مجھے یقین ہے ہماری یونیورسٹی ہی جیتے گی --- تارم نے بڑے جوش میں کہا

وہ سنگ دل ہیں تو ان کی مزے میں کٹتی ہے
انہیں پتہ بھی نہیں کیا عذاب ہے احساس

میں بے بسی سے تماشا کروں خرابی کا
مراقفں بھی رہا شاخ آشیانہ کے پاس

جہاں پہ یاس کی بجلی تباہی لاتی ہے
وہیں سے اک نئی کو نپل نکال لیتی ہے آس

جسے اشارہ ابرو سے آپ ٹھکرا دیں
وہ مے کبھی نہیں آتی مرے مزاج کو اس

تارم کی بچکی بندھنے لگی تھی۔۔۔ دل تھا کہ چیخیں مار رہا تھا۔۔۔ وہ کتنی دور جا چکا تھا کہ اب اس کا
سر پاپا چھوٹا سا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اب یونیورسٹی کے وسیع لان میں کھڑے بہت سے لڑکوں کے بیچ کھڑا تھے
لگا رہا تھا۔۔۔ اس بات سے یکسر انجان کہ وہ کسی کو کتنی تکلیف دے چکا ہے۔۔۔

بابا میں کچھ نہیں جانتی جانا ہے ہمیں بس۔۔۔ ماہوین نے ضد کرنے کے انداز میں کہا اور خفا سی شکل بنا
کر جہانزیب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

ماہوین سر جھکائے نازلین کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ وہ اور احمرین خاموش آنسو بہا رہی تھیں۔۔۔ احان
نے اپنے آپ کو سب سے الگ ایک کمرے میں بند کیا ہوا تھا۔۔۔

نہ رو مٹی دیا باویا
وے تیرا پیو پر دیسی۔

مٹی دا باوا نئیں او بولدا
ناہیں چالدا
ناہیں بھردا ہنگارا

نہ رو مٹی دیا باویا
وے تیرا پیو ونجارا

کتھے تے لاونی آں میں ٹاہلیاں
وے پتاں والیاں
وے مینڈا پتلا ماھی
کتھے تے لاواں میں شہتوت وے
بے سمجھے نوں سمجھ نہ آئی

میرے جنیاں لکھاں گوریاں

وے کنی ڈوریاں
تے گودی لعل ہنڈولے
ہس ہس دیندیاں لوریاں
وے میرے لڑن سنیولے۔

تم۔۔۔۔۔ حنا کا بھی سوچو۔۔۔۔۔ صرف اپنی انا اور ضد مت۔۔۔۔۔ ساجد نے سر پکڑ کر دانت پیستے ہوئے
سامنے منہ پھلائے کھڑی رخ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا
دیکھو۔۔۔۔۔ رخ نے غصے سے ماتھے پر بل ڈالے۔۔
مجھے بھی اپنے بہن بھائی یوں کو منہ دکھانا ہے۔۔۔ اکیلی آپ کی بہن کی ہی بات نہیں۔۔۔
آپ کے لیے تو وہ لوگ چل کر آگے۔۔ اور ضد لگا کر بیٹھ گئے تو بہن کی محبت جاگ گئی
۔۔۔۔۔ رخ نے شکن آلودہ ماتھے کے ساتھ کہا تھا۔۔۔
حنا۔۔۔ نکاح کرنے جا رہی تھی۔۔۔ چھپ کر۔۔۔۔۔ ساجد نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے سرگوشی
کے انداز میں کہا۔۔۔
اور سر نیچے جھکا لیا تھا۔۔۔
کہ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ رخ نے حیرت سے آنکھیں بنا چھپکائے دیکھا تھا۔۔۔
ہاں۔۔۔ وہ جا رہی تھی۔۔۔ لیکن اس نے صرف ہم دونوں کے لیے یہ قدم نہیں اٹھایا
۔۔۔۔۔ ساجد نے سر آہستہ سے ہلاتے ہوئے۔۔۔ اپنی بات کی تصدیق کی۔۔۔
رخ کا منہ ابھی بھی حیرت سے کھلا تھا اور زبان گنگ ہوئی تھی۔۔۔ جہانزیب۔۔۔ ماہوین اور مدحیہ
۔۔۔ چند اور خاندان کے بڑوں کو اپنے ساتھ ملا کر حنا کو وقار کے لیے مانگنے آئے بیٹھے تھے

یہی کہہ رہی کہ سرارحم نے تمہارے لیے پوپزل بھیجا ہے۔۔۔۔۔ عائی شہ نے مسکراتے ہوئے کہا
تھا۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ بے ساختہ حیرت سے ماہوین کے منہ سے نکلا تھا۔۔۔
کیوں کیا۔۔۔۔۔ وہ انٹر سٹڈ ہیں تم میں۔۔۔۔۔ عائی شہ نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔
کیا بات کر رہی ہو عائی شہ۔۔۔ وہ میرڈ ہیں۔۔۔ ایک بیٹے کے باپ ہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے
عجیب الجھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تو کیا یہ گناہ ہے۔۔۔۔۔ عائی شہ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔
ان کی بیوی نے اگر انہیں چھوڑ دیا کبھی خوشی نہیں دی۔۔۔ تو کیا اب انہیں جینے کا بھی کوئی حق نہیں
۔۔۔ کیا وہ کسی سے محبت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ عائی شہ نے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے
اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

دیکھو۔۔۔ وہ تمہیں بہت پیار دیں گے۔۔۔ ان کو اپنی پہلی بیوی سے کبھی پیار نہیں ملا۔۔۔ وہ تمہاری
عزت کریں گے۔۔۔ وہ ہنوز اسی انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔
اور کیا کمی ہے ان میں۔۔۔۔۔ سوالیہ انداز میں کہا۔۔۔

کمی کی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ ماہوین نے ارد گرد کافی شاپ پر موجود لوگوں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔
ماہوین۔۔۔ شادی اس سے کرو جو آپ سے محبت کا دعویٰ دار ہو۔۔۔ اس سے نہیں جس سے آپ
محبت کرتے ہوں۔۔۔۔۔ عائی شہ اسے قائل کر رہی تھی۔۔۔
سوچ لو۔۔۔۔۔ وہ پیچھے ہوئے تھی۔۔۔

سرکی کال لو بات کرو۔۔۔۔۔ عائی شہ نے فون ماہوین کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔
ماہوین۔۔۔ دیکھو مجھے غلط مت سمجھنا میں۔۔۔ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ارحم تیز تیز

یار وہ موبائل ٹوٹ گیا میرا اب امی سے لے کر ان کے موبائل میں سم ڈالی ہے
----- احان نے کمر پر ہاتھ رکھ کر پریشان سی آواز میں کہا
احان ادھر اسلام آباد دیکھو نہ آپ کوئی جاب ----- انعم نے التجا بھرے انداز میں کہا تھا ---
یار دیکھ رہا ہوں نہ ہر جگہ دیکھ رہا ہوں ----- احان نے بے زار سے لہجے میں کہا تھا ---
ہر کوئی آجکل بس اس سے یہی بات کرتا تھا --- چھ ماہ سے وہ ٹاپر ذہین و فطین ہونے کو
باوجود جاب کے لیے خوار ہوا پڑا تھا ---
اچھا --- موڈ کس بات پر خراب ہے --- انعم نے خفگی بھرے انداز میں کہا ---
کسی بات پر نہیں بس پریشان ہوں --- احان نے ٹھنڈی سانس بھری تھی ---
تو نہ ہوں نہ --- میں ساتھ ہوں آپکے --- انعم نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا ---
جانتا ہوں --- تمہارا ہی تو حوصلہ ہے مجھے --- احان نے آہستہ سی آواز میں کہا تھا ---
وہ تھکا تھکا سا تھا --- انعم سے بھی بات کرنے کو جی نہیں تھا --- تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد وہ
کسی بہانے سے فون کاٹ چکا تھا ---

ایکسیوزمی --- میم یہ آپکے لیے --- یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس ایک آدمی چلتا ہوا پاس آیا اور ماہوین
کو ایک بکے پکڑاتے ہوئے کہا ---
چلو جی ایک اور --- واہ یار یہ ارحم جیسا ایک مجھے بھی مل جائے نہ --- زویا کھلکھلا کر
ہنسی تھی ---

ارحم صبح سے ماہوین کو پھول بھیج رہا تھا --- صبح جب وہ سو کر اٹھی تو ہاسٹل کے گارڈ نے دیا ---
یونیورسٹی کے لیے نکلی تو پھر سے ہاسٹل کے سامنے --- یونیورسٹی پہنچی تو وہاں بھی وقفے وقفے سے اسے

کمرے میں سامنے پڑے بڑے سے پیکٹ کو وہ حیرت اور خوشگوار انداز میں دیکھتے ہوئے آگے بڑھی تھی
--- کیک --- پر اس کا نام تھا۔۔۔

بڑے سے پیکٹ کو وہ مسکراتے ہوئے کھول رہی تھی۔۔۔ ارحم کا چہرہ ذہن میں گھوم رہا تھا۔۔۔ پیکٹ
کے اندر ٹیڈی بیر۔۔۔ سٹف ٹوائی ز۔۔۔ چوڑیاں۔۔۔ اور پتہ نہیں کیا کیا تھا۔۔۔ ایک عجیب سی
خوشی تھی۔۔۔

موبائل کی بجتی رنگ پر اس نے مڑ کر موبائل پر جب نظر ڈالی تو بے ساختہ لب دانتوں
میں دبا لیا تھا۔۔۔ اور ایک خوشگوار مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا حصار کیا تھا۔۔۔ جیسے ہی
فون کان کو لگایا تو وہ تو جیسے منتظر ہی تھا۔۔۔

بیپی برتھ ڈے۔۔۔۔۔ ارحم نے جزیب کے عالم میں محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔
تھنکیو۔۔۔۔۔ ماہوین کے آنکھوں کے کونے نم ہوئے تھے۔۔۔ انگ انگ سے خوشی جھلک رہی
تھی۔۔۔

سب بہت اچھا ہے۔۔۔۔۔ لجائی سی مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔
تم سے اچھا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ ارحم نے محبت سے کہا۔۔۔
آپ نے گھربات کی۔۔۔۔۔ ماہوین نے میٹھی سی آواز میں پوچھا۔۔۔
ہاں کی ہے۔۔۔ لیکن پہلے ایشل کا کہیں ہو گا پھر ہی میرا کریں گی ماما۔۔۔۔۔ ارحم نے ٹھنڈی سانس
لی تھی۔۔۔

تمہیں ایشل کال کرے گی آج۔۔۔ برتھ ڈے وش کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ ارحم نے خوش ہوتے
ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔ ماہوین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ایشل نے کافی دوستانہ انداز میں ماہوین سے بات کی تھی۔۔۔ ارحم اس کو ماہوین کے حوالے سے بہت کچھ بتا چکا تھا۔۔۔ وہ اس سے ارحم کے حوالے سے بات کر رہی تھی اور ماہوین اس کے اندر چھپے درد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

امی۔۔۔ آپکی دعا تھی نہ بس۔۔۔ احان سمیعہ سے الگ ہوا تھا۔۔۔ چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔۔۔ میں بہت خوش ہوں احان۔۔۔۔۔ سمیعہ نے خوشی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ احان کی دبئی میں جا ب ہو گئی تھی۔۔۔ بہت اچھی کمپنی تھی اور بہت اچھی تنخواہ تھی۔۔۔ احان کے دل سے آج بوجھ اتر تھا۔۔۔ یہ ایک سال اس نے بہت مشکل سے کاٹا تھا۔۔۔ اب جا کر اسے صبر کا پھل ملا تھا۔۔۔ آج اتنے دن کے بعد ہی وہ انعم سے کھل کر بات کر سکا تھا۔۔۔ میں بھی بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ احان سب گھر والوں کے بیچ میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔ خوش رہو میرے بچے۔۔۔ جگ جگ جیو۔۔۔ سمیعہ بار بار اسے دیکھ کر سرشار ہو رہی تھیں۔۔۔ بابا۔۔۔ تو اشعر کی کر دیتے ہیں نہ شادی۔۔۔۔۔ ماہوین نے لاڈ سے کہا تھا۔۔۔ ہم سوچتے ہیں۔۔۔ جہانزیب نے گہری نظر ماہوین پر ڈالی تھی۔۔۔ آپ سوچیں مت بس بات کریں اس سے۔۔۔۔۔ ماہوین نے التجا والے انداز میں کہا۔۔۔ ایک تو تم جو ہونہ۔۔۔ جہانزیب نے دانت پیستے ہوئے بات شروع کی تھی۔۔۔ ہاں میں جو ہوں آپکی لاڈلی ہوں۔۔۔ اور آپکو ہر بات میری ماننی پڑتی۔۔۔ یہی نہ۔۔۔۔۔ ماہوین نے قہقہہ لگا کر ان کے ہاتھ پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ جہانزیب لاہور ارحم سے ملنے آئے تھے۔۔۔ ماہوین نے جہانزیب کو سب بتا دیا تھا وہ ان کو اپنا پہلا پیار اور سب سے اچھا دوست کہتی تھی۔۔۔ انھیں ماہوین پر بہت اعتبار تھا۔۔۔ کیونکہ وہ ہر قسم کی بات بلا

جھک ان سے کرتی تھی۔۔۔ اب بھی ارحم کی اس کے لیے پسندیدگی کی بات وہ جہانزیب سے بالکل نہیں چھپا سکی تھی۔۔۔ اور جہانزیب ارحم سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔ بس اس کی پہلی شادی کو لے کر تھوڑے وسوسے دل میں آئے تھے لیکن پھر ماہوین کے لیے اس کی بے پناہ چاہت دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے تھے۔۔۔

اچھا بابا۔۔۔۔۔ ارحم۔۔۔۔۔ تبھی رشتہ بھجیں گے جب ایشال کی شادی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ ماہوین نے لب کچلے تھے۔۔۔

وہ ابھی تک اسی ریستورانٹ میں بیٹھے تھے جہاں سے کچھ دیر پہلے ارحم اٹھ کر گیا تھا۔۔۔ ماہوین۔۔۔ ایک دفعہ پھر سے اچھی طرح سوچ لو کیا کرنا ہے۔۔۔ جہانزیب نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے شفقت بھرا ہاتھ ماہوین کے سر پر رکھا تھا۔۔۔ بابا میں ارحم کے ساتھ خوش رہوں گی مجھے یقین ہے۔۔۔ وہ بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے سر جھکا لیا تھا۔۔۔

ہمممممم۔۔۔۔۔ وہ گہری سوچ کے زیر اثر خاموش بیٹھے تھے۔۔۔

اچھا آپ پریشان ہونا چھوڑ دیں نہ۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ اشعر کا نمبر دیں مجھے میں خود اسے ایشل کے بارے میں بتاؤں گی وہ کتنی اچھی ہے۔۔۔ ماہوین نے لاڈ سے منہ بناتے ہوئے کہا اور ان کے موبائل سے اشعر کا نمبر اپنے موبائل میں محفوظ کیا تھا۔۔۔

اشعر جہانزیب کے بہت قریبی کزن کا بیٹا تھا یتیم تھا۔۔۔ جہانزیب کے کزن کی ڈیٹھ کے بعد جہانزیب نے اس کی بہت دیکھ بھال کی تھی۔۔۔ اس کی پہلی بیوی بھی اس جہان فانی سے کوچ کر گئی تھی۔۔۔ شادی کے کچھ عرصے بعد ہی۔۔۔

اور ماہوین نے بالکل ویسا ہی کیا اس نے اشعر کو ایشل کے لیے قائل کر کے ہی دم لیا تھا۔۔۔ اس

کی تعریفیں --- اس کی تصاویر --- بھیجنا --- وہ یہ سب اس کے لیے ارحم کی بہن ہونے کی وجہ سے ہر گز نہیں کر رہی تھی --- اسے بہت اچھا لگ رہا تھا اسکے لیے یہ سب کرنا --- وہ اگر ارحم کی بہن نہ بھی ہوتی وہ تب بھی اس کے لیے یہ سب کرتی ---

انعم بہت بڑی تھیا ر میں سمجھا کرو نہ --- احان نے التجا والے انداز میں پچکارتے ہوئے کہا تھا --- آپ یہاں آ کر مجھے بہت انور کر رہے ہیں --- انعم کی سپاٹ خفگی بھری آواز فون میں سے ابھری تھی ---

احان کو دبئی آئے ہوئے دو ہفتے ہوئے تھے --- وہ نیا اسپلائی تھا ابھی کمپنی میں تو اس سے بہت کام لیا جا رہا تھا وہ اتنا مصروف رہا تھا کہ انعم سے بالکل بھی بات نہ کر سکا تھا --- ایسا کچھ بھی نہیں ہے --- احان نے محبت بھرے لہجے میں اس کی خفگی دور کرنے کے لیے کہا تھا ---

احان پھر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے --- انعم کی آواز روہانسی ہو تمہارے دماغ کا میں کیا کہہ سکتا ہوں --- احان نے گہری سانس خارج کی تھی --- اب بولو بھی کیا بات تھی جس کے لیے تم مجھے کل سے کالز پر کالز کر رہی ہو --- احان نے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا ---

تارم کے ساتھ کیا رشتہ تھا آپکا --- بہت سپاٹ لہجہ تھا انعم کا --- کیا مطلب --- احان نے ایک دم سے بھنویں اچکائی تھی ہونٹوں کا زاویہ بھی تبدیل ہوا تھا ---

وہی مطلب جو میں پوچھ رہی ہوں --- ہنوز سپاٹ لہجہ ---

وہ میرے پاس آئی تھی --- بتائیں مجھے صاف صاف ---- انعم کی آواز میں سختی در آئی
تھی --

کیا کہہ رہی تھی وہ ---- احان نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا ----
آپ --- نے اسے کیوں چھوڑ دیا جب اتنی محبت کرتے تھے اس سے ---- انعم نے طنز بھرے لہجے
میں کہا

میں نے اس سے کبھی محبت نہیں کی سمجھی تم ---- احان کے ماتھے پر بل آگے رتھے
تو پھر کوئی لڑکی مرنے کی حد تک کیسے جا سکتی ہے ---- انعم نے چیخنے کے انداز میں کہا
تھا

میں نہیں جانتا یہ سب ---- تمہیں مجھ پر اعتبار ہے یا نہیں بتادو مجھے ---- احان کو اب انعم کے لب و
لہجے پر غصہ آ رہا تھا

ہے ---- انعم کی گھٹی سی بے اعتبار آواز ابھری
کیسا اعتبار ہے یہ تم اس لڑکی کی جھوٹی باتوں میں آگئی ---- احان نے دانت پیستے تھے اس کا ناک
ضبط کی وجہ سے پھولا ہوا تھا ----

تو میں کیا کرتی احان --- اس کی ہر بات سچ لگ رہی تھی مجھے اور وہ تو یہ بھی کہہ رہی تھی کہ اس کے
باپ نے آپ کو دبئی بھیجا ہے ---- انعم اب باقاعدہ آنسو بہا رہی تھی ---

اچھا --- تو تمہیں کیا لگتا ---- احان نے غصے سے پوچھا
مجھے ---- انعم الجھ کر بولی تھی

میں اس وقت یہاں اپنی قابلیت پر ہوں سمجھی تم --- احان نے غرانے کے انداز میں کہا تھا
مجھے کچھ دیر بلکل بھی کال مت کرنا ---- احان نے غصے سے کہتے ہوئے فون بند کیا اور پھر زور سے

سامنے پڑے بیڈ پر فون پیج ڈالا تھا۔۔۔

تارم ابھی ابھی اس کی جان نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔ اور انعم۔۔ اس کو بس اس پر اتنا ہی اعتبار تھا کیا

سوچا تھا اب یسری سے کروں گی شادی ار حم کی۔۔ مسز حسن نے ناگواری سے سامنے بیٹھی ایشل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہمممممم۔۔۔ پر مابھائی نہ تو پہلی دفعہ راضی تھے اور نہ اب۔۔ ایشل نے میگزین کو بند کر کے گود میں رکھا تھا۔۔۔

یہی تو مسئی لہ ہے اب۔۔۔ اب ایک پتہ نہیں وہ دس سال چھوٹی پسند آگئی ہے۔۔۔ میڈل کلاس۔۔۔ مسز حسن نے ناگواری سے ناک چڑھایا تھا۔۔۔

میں اس سے تو اب ار حم کی شادی ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔۔ مسز حسن نے دانت پیسے تھے ابھی تک تو میں صرف ٹال مٹول سے ہی کام لے رہی۔۔ وقت آنے پر دیکھنا میں کرتی کیا ہوں۔۔۔ آنکھیں سکیر کر انھوں نے سامنے بیٹھی ایشل کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔۔۔

مابھائی کو کبھی نیلم کے لیے میں نے ایسے نہیں دیکھا تھا۔۔ اس کے پیچھے تو دیوانے ہوئے پڑے۔۔۔ ایشل نے ہوا میں ہاتھ ہلا کر منہ کا زاویہ ناگواری سے بدلہ تھا

دیوانی تو تم بھی ہوئی پڑی ہو اس کے پیچھے۔۔ تم سے بھی سنا ہے بہت دوستی ہے اس کی۔۔۔ مسز حسن نے دانت پیستے ہوئے صوفے کی پشت سے سر ٹکایا تھا۔۔۔

مما۔۔۔ وہ اپنے کسی کزن کا ذکر کر رہی تھی مجھ سے۔۔ میری شادی کروانا چاہتی۔۔۔ ایشل نے لاپرواہی سے ناخن فائی لر کو دائیں بائیں کرتے ہوئے کہا تھا

بھی جواز تھا اس لیے مسز حسن مان گئی تھیں۔۔۔ یسری ان کی بھتیجی تھی اور وہ دل و جان سے اسے اپنے اکلوتے بیٹے کی دلہن بنا کر لانا چاہتی تھیں۔۔۔ نیلم اور ارجم کی علیحدگی کے بعد ان کو پھر سے امید جاگی تھی جو ماہوین کی وجہ سے ایک دفعہ پھر سے ختم ہو گئی تھی۔۔۔

دیکھو سہی بہن کا کوئی شکر یہ نہیں۔۔۔۔۔ کیسے دانت نکالے ہوئے۔۔۔ ماہوین نے خفگی سے سامنے کھڑے وقار کو دیکھ کر کہا۔۔۔
شکر یہ۔۔۔ شکر یہ۔۔۔۔۔ وقار نے مسکراہٹ دبا کر جھک کر کہا۔۔۔
بس اتنے سے کام نہیں چلے گا۔۔۔۔۔ ماہوین شرارت سے ہل رہی تھی۔۔۔
وقار اور حنا کے نکاح کی تقریب تھی۔۔۔ اور وہ اپنے مخصوص انداز میں وقار کو تنگ کر رہی تھی۔۔۔
پھر۔۔۔ زیادہ۔۔۔ فری مت ہو۔۔۔۔۔ وقار نے شرارت سے ناک پھلائی۔۔۔
بڑی بات ہے۔۔۔ بچو۔۔۔ نکاح ہو رہا صرف۔۔۔ شادی کب ہوگی یہ بھی میری مرضی پر ہی ہوگا سوچ لو۔۔۔ ماہوین نے کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں سکیرٹی تھیں۔۔۔
ہلکے سے انگوری گرے رنگ کے جوڑے میں وہ دمک رہی تھی۔۔۔
اچھا۔۔۔ تو تم۔۔۔۔۔ اب ایسے بلیک میل کر کے پتہ نہیں کتنے پیسے لے چکی ہو میرے۔۔۔۔۔ وقار نے کرتے کے کالر کو درست کیا اور خفگی سے کہا۔۔۔

آہا۔۔۔ آہا۔۔۔ آہا۔۔۔ اپنا الو سیدھا ہو گیا۔۔۔ بس اب تم کون اور میں کون۔۔۔ ماہوین نے دانت پیسے

یاد رکھنا بچو۔۔۔ ایسے ہی نکاح شدہ بیٹھے رہ جاؤ گے۔۔۔ ماہوین نے منہ پر ہاتھ پھیرا

رخصتی نہیں کروا کر لاؤں گی اس کی --- ماہوین نے سینے پر ہاتھ باندھ کر خفگی سے منہ پھلایا تھا

اچھا--- اچھا--- میری ماں--- کتنے چاہیے--- وقار نے ہاتھ جوڑے تھے
پانچ ہزار--- ماہوین نے شرارت سے آنکھیں چمکا کر ہاتھ آگے بڑھایا تھا

اچھا اچھا--- بتاؤ--- نہ--- ٹائی لز--- کونسے والی--- ارحم نے کارڈ پھر سے ماہوین کے آگے کیا تھا

ارحم--- آپ کو جو اچھی لگ رہی وہ--- ماہوین نے محبت سے کہا---
نہیں--- سب کچھ میری ماہوین کی پسند کا ہوگا--- ہر چیز--- تمہیں رہنا وہاں تو سب تمہاری مرضی سے--- ارحم نے محبت پاش لہجے میں کہا اور ایک بھر پور نظر سامنے بیٹھی اس موم کی گڑیا پر ڈالی جو اس کا سب کچھ چرا چکی تھی---

ارحم ایک نیا گھر بنا رہا تھا اور اس کی ہر چیز وہ ماہوین سے پسند کروا رہا تھا ابھی بھی وہ اسے یونیورسٹی سے ڈراپ کرنے کے لیے آیا تھا اور اب اسے ٹائی لز کا کارڈ دکھا رہا تھا---

اچھا--- آپ--- ماہوین نے لہجے سے انداز میں کہا

جی میں--- ارحم تھوڑا سا شرارت سے جھکا تھا---

وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی--- ماہوین جھنیپ کر پیچھے ہوئی تھی---

آپ بہت اچھے ہیں--- لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس نے کہا تھا---

وہ میں جانتا ہوں اور کچھ نیا ہے تو بتاؤ مجھے--- ارحم ہنوز گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا

اور اس کے گال تپنے لگے تھے

ماہوین سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا ایک تو ارحم کے اتنے قریب آجانے پر وہ پریشان حال ہو گئی تھی
--- ارحم اس کی بے چینی پر مسکرا کر پیچھے ہوا تھا ---

اچھا --- ایٹل کی شادی پر --- کیا پہن رہی ہو --- ارحم نے بات کو بدلہ تھا ---
ابھی تک تو کچھ پلین نہیں کیا --- ماہوین ایک دم سے سیدھی ہوئی تھی اس کے دور ہو جانے
پر ---

تو کیوں نہیں کیا --- چلو میرے ساتھ --- ارحم نے سن گلاسز چہرے پر سجاتے ہوئے خفگی
سے کہا ---

اب کہاں --- ماہوین نے حیرت سے قہقہہ لگایا تھا ---
کہاں کہاں --- شاپنگ --- ارحم نے سٹرینگ گھوماتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا
اف --- ارحم --- ماہوین نے ماتھے پر ہاتھ رکھا
جی --- میری --- ارحم کچھ کہتے کہتے ایک دم سے رکا تھا

پھر ماہوین کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر قہقہہ لگا گیا تھا
ارحم --- ماہوین نے روہانسی آواز میں خفگی سے گھورتے ہوئے کہا
اسے یہ جان جان کہنے والے لڑکے بلکل اچھے نہیں لگتے تھے وہ یہ بات ارحم کو بتا چکی تھی اور کسی رشتے
سے پہلے تو یہ سب اسے بلکل قبول نہیں تھا ---

اسی لیے چپ ہوا ہوں --- ارحم نے ہنسی کو دبایا تھا
چلو اب --- ارحم نے گاڑی آگے بڑھائی
آپ مجھے میری منگنی پر لے دینا --- ایٹل کی شادی کے فوار بعد ہے نہ --- ماہوین نے لاڈ سے
منع کیا تھا

اودہ۔۔۔ فائی۔۔۔ مت کرو جسٹ فائی۔۔۔ میں کچھ لگتی بھی کیا ہوں تمھاری۔۔۔ کم از کم۔۔۔
نکاح نہیں تو منگنی ہی کر جاتے اتنا کہا تھا تم سے میں نے۔۔۔ انعم نے غرا کر کہا
تمہیں ہزار بار بتا چکا ہوں۔۔۔ کس منہ سے آتا۔۔۔ پہلے بے روزگار تھا۔۔۔ پھر جاب ملی تو وقت کم تھا

۔۔۔۔۔ احان بے زار آواز میں گویا ہوا

وقت۔۔۔ کم تھا یا کچھ اور۔۔۔ طنز بھرا لہجہ

کچھ اور کیا۔۔۔ احان نے ناک پھلایا

کچھ اور یہ کے تارم کے فادر۔۔۔۔۔ انعم نے طنز بھری بات شروع کی تھی

چپ کرو۔۔۔ چپ کرو۔۔۔ سنو۔۔۔۔۔ تم اپنے شک کے ساتھ بیٹھی رہو۔۔۔ میری طرف سے بھاڑ

میں جاؤ تم اور تارم۔۔۔۔۔ احان فل ولیم میں چیخا تھا

تم کیا بھیجے گے مجھے بھاڑ میں۔۔۔ میں تمہیں چھوڑتی ہوں آج اور اسی وقت۔۔۔۔۔ انعم بھی اسی انداز
میں چیخی تھی

لیس۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ کیونکہ تمہیں اب وہ نظر آ رہا ہے نہ تمہارا کزن۔۔۔۔۔ ارحم نے لب کو منہ کے

اندر لیا

جسٹ شٹ اپ۔۔۔

کیوں شٹ اپ۔۔۔ خود پر بات آئی تو۔۔۔ یہی سچ ہے۔۔۔ ڈونٹ کال می اگین۔۔۔ احان نے

غصے سے فون پٹھا تھا

اور سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

ماہوین۔۔۔۔۔ ماما۔۔۔ سلام کرو جا کر۔۔۔۔۔ ارحم کی مدھم سی سرگوشی پر وہ تھوڑا سا چونکی

۔۔۔

لجائی سی اور پریشان سی تھی۔۔

اوہ۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ بڑی ہی لاپرواہی کے انداز میں مسز حسن نے کہا تھا۔۔ اور پھر اس سے بنا کوئی بات کے انہوں نے چہرے کا رخ پھر سے پاس کھڑی عورت کی طرف موڑ لیا تھا۔۔ اور یوں کھڑی تھیں جیسے ماہوین کی موجودگی ان کے لیے کوئی معنی نہ رکھتی ہو۔۔۔۔۔ ماہوین کو عجیب سی تزیل کا احساس ہوا تھا۔۔ ماتھے پر ہلکے سے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔ وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ چند لمحوں ہی میں وہ پاس کھڑی رہی تھی۔۔۔۔۔ آنٹی۔۔۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ مدھم سی آواز میں اس نے مسز حسن کے قریب ہو کر کہا تھا۔۔۔۔۔

مسز حسن نے جواب دینا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا دل عجیب طریقے سے کٹا تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی مدھیہ کے ساتھ والی نشست پر آ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ موبائل کی مسیج سکرین کو نکال کر ایک ہاتھ سے وہ مسیج ٹائیپ کر رہی تھی اور نظریں حال میں ارحم کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

ارحم۔۔۔۔۔ آنٹی کیا ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔ مسیج ٹائیپ کے بعد تیزی سے اس نے سنڈ پر کلک کیا تھا۔۔۔۔۔

نہیں تو۔۔۔۔۔ ایسا کیوں لگا۔۔۔۔۔ ارحم کے مسیج کے ساتھ ہی وہ اسے نظر بھی آ گیا تھا وہ سامنے کھڑا تھا رخ اب اس کی طرف موڑ چکا تھا اور اسے اب کن اکھیوں سے دیکھ بھی رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ ادھوارا مسیج سنڈ کر کے ماہوین نے لب کاٹ کر ارحم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اسکی سانولی رنگت پر گہری کالی آنکھیں بہت چیتی تھیں۔۔۔۔۔ ہر دفعہ کی طرح وہ آج بھی اپنے خبرو

رقصاں ہے آرزوؤں کے میداں میں یوں شباب
چنگاریوں کے بیچ میں جیسے کوئی حباب

ہر شے میں تیرا عکس ہے پھر بھی ہے کیوں حجاب
میری نگاہ نے تو کیے چاک سب نقاب

سوچا تھا میں نے دل میں کہ اب دل ہے لاعلاج
چارہ گروں نے بھی دیا آکے یہی جواب

پیش خدا معاملہء صدق دل گیا
جتنے مرے گناہ تھے سب ہو گئے ثواب

قلب خزاں گزیدہ کی کھیتی اجرٹ گئی
اس نخل بے ثمر کا میں اب کیا رکھوں حساب

دنیا کے ریگزاروں میں بھٹکا کبھی نہ میں
اس زندگی نے اتنے دکھائے مجھے سراب

یوں زندگی کے ہاتھ مجھے کاٹنے پڑے

اس نے چراگے نچ دئے میرے سارے خواب

بلبل کی داستان میں جتنے اٹھے سوال
گل کی نموشیوں میں تھاہر بات کا جواب۔۔

تمہیں پتا ہے وہ کیا باتیں پھیلا رہی ہے پورے خاندان میں۔۔۔۔۔ جہانزیب نے دانت پیتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔۔۔

وہ فون کان کو لگائے گھر کے چھوٹے سے لان میں کھڑے تھے۔۔۔ لان کے اندر لگی ہوئی سفید کرسیوں میں سے ایک کرسی پر مدھیہ دکھی سی روہانسی شکل بنائے بیٹھی تھیں۔۔۔
بابا۔۔۔ مجھے نہیں پتا وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔۔۔۔۔ ماہوین کے گال تپ رہے تھے دانت بری طرح نچلے لب کو جکڑ جکڑ کر چھوڑ رہے تھے۔۔۔

تمہیں نہیں پتا لیکن ہمیں لگ پتا گیا ہے۔۔۔۔۔ کتنا شرمندہ ہوتے ہیں ہم۔۔۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے اس بات کا۔۔۔۔۔ جہانزیب نے پہلی دفعہ ماہوین کو اتنی اونچی آواز میں ڈانٹا تھا۔۔

وہ بہت غصے میں تھے ایشل نے پورے خاندان میں یہ بات پھیلا دی تھی کہ ماہوین اس کے بھائی احمر پر ڈورے ڈال رہی ہے۔۔۔ اور اس کا بھائی اب اپنی منگنی ختم کر کے اس سے شادی کروانے پر تلا ہوا ہے۔۔۔ پورے خاندان میں چے مگویاں ہونے لگی تھیں۔۔۔ کہ لڑکا شادی شدہ بھی تھا اور ایک بچہ بھی ہے لیکن ماہوین کو دیکھو کیسے اس کے پیچھے پڑی ہے۔۔۔

ارحم سے بات کرو رشتہ بھیجے وہ جلدی۔۔۔۔۔ جہانزیب نے ناک پھلا کر کہا تھا ان کا ماتھا شکن آلودہ تھا۔۔۔

ماہوین کی آنکھوں میں آنسو تیر گئے تھے۔۔۔ جہانزیب فون بند کر چکے تھے۔۔۔ اور وہ خاموش بیٹھی آنسو بہا رہی تھی پھر اچانک بے دردی سے آنسو رگڑتی وہ ارحم کو کال ملا رہی تھی لب ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے۔۔۔ ماتھا بھی شکن آلودہ تھا۔۔۔ خوبصورت لب دانتوں کے بار بار کچلنے کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ ارحم کے فون اٹھاتے ساتھ ہی وہ غصے سے بولی تھی

ارحم۔۔۔۔۔ کیوں کر رہی ہیں آنٹی اور ایشل یوں میرے ساتھ۔۔۔ وہ ضبط کی آخری انتہا پر تھی ماہی میں خود بہت پریشان ہوں۔۔۔ تم سے ایک بات چھپائی تھی میں نے ایکچولی ممانی بھتیجی سے میری شادی کروانے کی خواہش مند ہیں اجکل گھر میں یہ ہی جھگڑا چل رہا ہے۔۔۔۔۔ ارحم نے بے چارگی سے کہا تھا

ارحم۔۔۔۔۔ یہ ٹھیک نہیں مجھے بدنام کر رہی ہیں آنٹی اور ایشل۔۔۔۔۔ بابا کی کال تھی وہ بہت اپ سیٹ ہیں اس سب کو لے کر۔۔۔۔۔ ماہوین نے روہانسی آواز میں کہا تھا آنسو لڑھک کر گال پر آچکے تھے۔ ماہی۔۔۔ میں معافی مانگتا ہوں تم سے۔۔۔۔۔ ارحم کی آواز میں اس کی تکلیف کا دکھ تھا وہ خود بہت پریشان تھا

معافی مانگنے سے کیا ہوگا ارحم۔۔۔۔۔ پلیز آپ جلد رشتہ بھیج دیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے سپاٹ لہجہ اپنایا تھا۔۔۔

ماہی۔۔۔ ممانی سمجھ نہیں آرہی ہے مجھے اچھی بھلی تھیں اب پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے انھیں۔۔۔۔۔ ارحم کی پریشان سی آواز ابھری تھی۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی ارحم۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ ماہوین نے بے زاری سے کہا تھا۔۔۔

پورے خاندان میں وہ ارحم کے نام سے مشہور ہو چکی تھی وہ چاہتی تھی جلد از جلد ان کے درمیان کوئی رشتہ قائم ہو جائے اور لوگوں کے منہ بند ہو جائیں۔۔۔

وہ وقار کی شادی کے لیے گھر آئی تھی اور آتے ہی وہ اشعر کے گھر ایشل کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔ اس کی کئی ہوئی نیکی اس کے ہی گلے پڑ رہی تھی وہ بری طرح ٹوٹی ہوئی تھی ساتھ تھا تو صرف ارحم کی محبت کا۔۔۔

کیسا۔۔۔۔۔ ایشل نے کاٹ دار مسکراہٹ لبوں پر سجا کر ہاتھ سینے پر باندھے تھے وہ اتنی چالاک نکلی تھی کہ وہ اشعر کو بھی بری طرح ماہوین کے خلاف بھر چکی تھی تمہیں پتا ہے جو تم کر رہی ہو۔۔۔ میں نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا اور تم یہ سب کر رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔۔۔ ماہوین کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آواز پھٹ رہی تھی۔۔۔

میں نے اور ممانے کبھی نہیں چاہا تھا کہ بھائی سے تمہاری شادی ہو۔۔۔ اور اب بھی کبھی نہیں ہونے دیں گے ہم ایسا کبھی بھی۔۔۔۔۔ ایشل نے دانت پیس کر ناک پھلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔ ماہوین اس کے گھر کے ڈرائیونگ روم میں کھڑی تھی اور اس نے بیٹھنے تک کو نہیں کہا تھا۔۔۔ وہ جیسے آ کر کھڑی ہوئی تھی ابھی بھی ہنوز ویسے ہی کھڑی تھی۔۔۔

لیکن یہ غلط کر رہی ہو تم میرے ساتھ۔۔۔ اور یہ تمہاری اور آنٹی کی بھول ہے کہ میں پیچھے ہٹوں گی۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ ماہوین نے انگشت انگلی اس کی آنکھوں کے سامنے کی تھی۔۔۔۔۔ جب تک ارحم کی محبت میرے ساتھ ہے تم لوگوں کی یہ گھٹیا سازشیں میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی ہیں۔۔۔ ماہوین نے ناک پھلا کر کہا تھا اور اس سے پہلے کی ایشل کچھ کہتی وہ تیزی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

اس نے جہانزیب سے بہت کہا کہ وہ ارحم کو وقار کی شادی پر بلائی یں لیکن جہانزیب نے صاف منع کیا تھا۔۔۔ انھوں نے بنا کسی رشتے کے ارحم کو بلانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔۔ ارحم کے نا آنے کے باوجود وقار کی ساری شادی میں ماہوین کی پورے خاندان میں باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔

امی انعم کوئی آخری لڑکی نہیں تھی اس دنیا میں۔۔۔ احان نے بے زار سے لہجے میں کہا
تھا۔۔

وہ لیپ ٹاپ سامنے رکھے سمیعہ سے ویڈیو کال پر بات کر رہا تھا۔۔
مجھے پتا ہے میرے بیٹے کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے بس تم پریشان نہ ہونا۔۔۔۔۔ سمیعہ نے محبت
سے کہا تھا۔۔

امی میں پریشان نہیں ہوں آپکو کیسے سمجھاؤں میں۔۔۔ احان نے سر کو دونوں ہاتھوں کے پتھوں
میں جکڑا تھا۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے مسکراتے ہوئے بلائی یں لی تھیں۔۔۔
آپ سنائی یں کیسے ہیں سب نازلین کی شادی کی تیاریاں کیسی چل رہی ہیں۔۔۔ کہاں ہے وہ
بات کرا دیں میری احان نے انگڑائی لی تھی۔۔۔
وہ ماہوین کی طرف گئی ہے۔۔۔۔۔

اوہ اچھا اچھا۔۔۔۔۔ ایک دم سے لاہور کی ملاقات کا منظر اور اس دلربا کا سراپا احان کی آنکھوں میں
لہرا گیا تھا۔۔۔ کیا چیز تھی وہ بہت دن تک وہ اس کے حسن کے سحر میں جکڑا رہا تھا۔۔۔ دل کے صندوق
میں سے کوئی پورے جوش سے چیخنے لگا تھا۔۔۔

۱۴

امی۔۔۔ ماہوین آپکو کیسی لگتی۔۔۔۔۔ بے ساختہ ہی پر سوچ لہجے میں وہ کہہ گیا تھا۔۔
الفاظ جب زبان سے ادا ہوئے تب اسے اندازہ ہوا وہ کیا کہہ گیا ہے۔۔۔

ماہوین۔۔۔ توبہ توبہ۔۔۔ ایسی تیز لڑکی۔۔۔۔۔ سمیعہ نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے چہرے پر ناگواری تھی

کیوں کیا ہوا امی۔۔۔۔۔ احان نے پر تجسس انداز میں پوچھا تھا۔۔۔

ہونا کیا ہے۔۔۔ لاہور میں ایک امیر کبیر شادی شدہ بزنس مین کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔۔۔ اس نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے رکھی ہے اور اب اس سے شادی کرانے پر بضد ہے۔۔۔ ایک بچے کا باپ ہے مولا۔۔۔۔۔ لڑکے کی بہن آٹھ آٹھ آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ کہ ماہوین نے کیسے اس کے بھائی پر ڈورے ڈال رکھے ہیں۔۔۔ سمیعہ آنکھیں گھوما گھوما کر کہہ رہی تھیں۔۔۔

ماہوین کیوں خود کو اتنی تکلیف دیتی ہو۔۔۔ زویا نے ماہوین کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔۔۔ یونیورسٹی کے وسیع عریض گراؤنڈ میں وہ نیچے گھاس پر بیٹھی تھیں۔۔۔ ماہوین کتابوں کا ڈھیر سامنے سجائے کھوئی کھوئی بیٹھی تھی اور اس کا یہ حال آج نہیں بہت دن سے تھا وہ اپنی پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔۔۔ ذہن ایک عجیب ہی ذہنی اذیت کا شکار تھا۔۔۔ خود سے نہیں کرتی یہ سب میں بس ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ ماہوین نے دھیرے سے جھکاسرا پر اٹھایا تھا لبوں پر پھیکسی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

تمہیں کیا محبت ہے ماہوین اس سے۔۔۔۔۔ زویا نے آنکھیں سکیر کر دیکھا۔۔۔

زویا۔۔۔ مجھے یوں لگتا ہے۔۔۔ مجھے اس کی عادت ہو گئی ہے۔۔۔ میں نے خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔۔۔ غیر مرئی نقطہ پر نظریں جمائے ماہوین کھوئی کھوئی سی آواز میں کہہ رہی تھی۔

بال ہلکی ہلکی ہوا کے ساتھ اڑ کر اس کے گالوں کو چھو رہے تھے جنہیں وہ پیچھے کرنے کی زحمت نہیں کر رہی تھی۔۔۔

ہر درد پہن لینا، ہر خواب میں کھو جانا
کیا اپنی طبیعت ہے، ہر شخص کا ہو جانا

اک شہر بسا لینا چھڑے ہوئے لوگوں کا
پھر شب کے جزیرے میں دل تھام کے سو جانا

موضوع سخن کچھ ہو، تادیر اسے تکنا
ہر لفظ پہ رک جانا، ہر بات پہ کھو جانا

آنا تو بکھر جانا سانسوں میں مہک بن کر
جانا تو کلیجے میں کانٹے سے چبھو جانا

جاتے ہوئے چپ رہنا ان بولتی آنکھوں کا
خاموش تکلم سے پلوں کو بھگو جانا

لفظوں میں اتر آنا ان پھول سے ہونٹوں کا
اک لمس کی خوشبو کا پوروں میں سمو جانا

ہر شام عزائم کے کچھ محل بنا لینا
ہر صبح ارادوں کی دہلیز پہ سو جانا۔۔

ماشاء اللہ مجھے معلوم تھا تم ایسے ہی ترقی کرو گے تم ایسے ہی قابل ہو۔۔۔۔۔ سمیعہ نے مسرت سے کہا تھا
۔۔۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔

احان کی بہت اچھی کارکردگی پر اس کی پر موشن کردی گئی تھی۔۔۔ اور اب وہ یہ خوشی گھر والوں
کے ساتھ بانٹنے کے لیے آن لائن آیا تھا

سمیعہ اپنے کمرے کے بیڈ پر وہ لیپ ٹاپ کی سکرین کھولے سامنے ویڈیو کال پر موجود احان سے گفتگو کر
رہی تھیں۔۔۔

امی بس آپکی دعائی یں ہیں۔۔۔۔۔ احان دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔

کیوں نہیں۔۔۔۔۔ میرے شہزادے۔۔۔ سمیعہ نے خوشی کے آنسو پونچھے تھے۔۔۔

یہ حلیہ کیسا بنا رکھا ہے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے پریشان ہو کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

بال اور شیوہ دونوں بڑھے ہوئے تھے۔۔۔ وہ بے حال سا تھا۔۔۔

وہ امی۔۔۔۔۔ احان نے ابھی کچھ سوچتے ہوئے بات شروع ہی کی تھی جب سمیعہ نے بات کاٹ دی
تھی

احان۔۔۔ تم انعم کو بھولے نہیں۔۔۔۔۔ سمیعہ کی آواز میں نرمی تھی۔۔۔

امی۔۔۔ اس ٹاپک کو شروع مت کریں پلیز۔۔۔۔۔ احان نے بے زار سی شکل بنائی تھی

پر میں ماں ہو تمہاری مجھ سے تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی ہے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے ماتھے پر بل

نام کو بھی اب اضطراب نہیں

خون کردوں تیرے شباب کا میں
مجھ سا قاتل تیرا شباب نہیں

اک کتابِ وجود ہے تو صحیح
شاید اُس میں دُعا کا باب نہیں

تو جو پڑھتا ہے بو علی کی کتاب
کیا یہ عالم کوئی کتاب نہیں

ہم کتابی صدا کے ہیں لیکن
حسبِ منشا کوئی کتاب نہیں

بھول جانا نہیں گناہ اُسے
یاد کرنا اُسے ثواب نہیں

پڑھ لیا اُس کی یاد کا نسخہ
اُس میں شہرت کا کوئی باب نہیں۔۔

ہوئے۔۔۔

تو ارحم پھر میں کیا کروں بتائیں آپ۔۔۔۔۔ ماہوین نے اس کے ماتھے پر پڑتے بل دیکھ کر چڑ کر کہا تھا

میں کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ بس تم حوصلہ رکھو۔۔۔۔۔ کل میں ایشل کو لینے جا رہا ہوں اب اس کے ساتھ ہی مل کر کچھ کروں گا۔۔۔۔۔ ارحم نے محبت بھرے انداز میں کہتے ہوئے اس کے حوصلے کو بڑھایا تھا

وہ ویسی ہی اداس صورت بنائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ تھکنے لگے تھی جہانزیب وہ ناراض سے رہنے لگے تھے اس سے ارحم کو چھوڑنے کا تصور ہی جان لیوا لگتا تھا۔۔۔۔۔ وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔۔۔۔۔

تم میری بہن ہو کر یہ سب کر رہی ہو میرے ساتھ۔۔۔۔۔ ارحم نے کار کے سٹیرنگ کو موڑتے ہوئے غصے سے ساتھ سیٹ پر بیٹھی ایشل سے کہا تھا۔۔۔۔۔

تم نے اپنی بیوی کو طلاق دیتے وقت میرا سوچا تھا کیا۔۔۔۔۔ ایشل نے ناک چڑھا کر رخ اس کی طرف موڑا تھا

دیکھو ایشل ماہوین ایک بہت اچھی لڑکی ہے اور میں اس سے ہی شادی کروں گا۔۔۔۔۔ ارحم نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا

تو کر لو نہ۔۔۔۔۔۔۔ ایشل نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر ہونٹ باہر نکالتے ہوئے کہا تھا تم ماما کو راضی کرو۔۔۔۔۔۔۔ ارحم نے لب بھینچے تھے۔۔۔۔۔

گاڑی بہاولپور سے لاہور کی طرف رواں دواں تھی۔۔۔۔۔

نہیں ماما کبھی راضی نہیں ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔ ایشل نے لاپرواہی اور ناگواری سے کہا تھا

اس نے ٹھکرا دیا تھا اور آج جس سے اس نے محبت کی تھی وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔۔۔
وہ ایک شخص۔۔۔

جس کی محبتیں ، چاہتیں ، عنایتیں ؛
بارش کی طرح مجھ پر برسیں تھیں ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

جو میری روح میں اُتر کر
مجھ میں جذب ہو کر میری متاع جان بن گیا ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

اکثر مجھ کو کہتا تھا ؛
کہ میں کائنات ہوں اُس کی ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

جس کی آنکھوں میں مجھے اپنے لیے ؛
بے پناہ محبت اور عزت دکھائی دیتی تھی ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

جس کو مجھ سے گہرا عشق تھا ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

جس کو یاد میں شدت سے کرتی تھی ؛
تو بے چین وہ ہو جاتا تھا ؛
وہ ایک شخص۔۔۔

جو راز ہے میری زندگی کا؛

حاصلِ زندگی ہے میری؛

وہ ایک شخص۔۔۔۔

جو لمحہ لمحہ مجھ سے باخبر رہتا تھا؛

جس کو فکر میری ہر لمحہ رہتی تھی؛

ہاں وہی ایک شخص۔۔۔۔

!!!!: اب بالکل بے خبر ہے مجھ سے۔۔۔۔:؛

ماہوین۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ میری جان خود کو سنبھالو۔۔۔۔۔ زویا نے اس کے بلکتے وجود کو گود میں بھرا
تھا۔۔۔۔

وہ روزیونیورسٹی سے واپسی پر ماہوین کے پاس آتی تھی۔۔۔۔۔ لاسٹ سمسٹر کے لاسٹ دن چل رہے تھے
اور ماہوین بیمار ہو گئی تھی آج پورا ہفتہ ہو گیا تھا اس کو یوں ماہوین کے پاس آتے ہوئے
۔۔۔ اور آج بھی وہ پہلے دن کی طرح ہی رو رہی تھی وہی الفاظ وہی تڑپ۔۔۔۔

کیوں کیا ایسا اس نے میں اس کے پیچھے نہیں گئی تھی وہ وہ خود ہی آیا تھا۔۔۔۔ اس نے خود ہی
مجھے دل کے تخت پر بیٹھایا تھا۔۔۔۔ اب کیوں چھوڑ دیا یوں اس نے۔۔۔۔۔ سکلیاں
لیتے ہوئے وہ زویا کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

ماہی۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ زویا دھیرے دھیرے اس کی پشت کو سلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔
ماہوین کا رونا تھوڑا بند ہوا تو زویا نے عدیل کو فون کیا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ روز ایسا کرنے لگے تھے وہ چاروں مل کر ماہوین کو باہر لے جاتے تھے اسے مصروف رکھتے

تھے۔۔۔ سارا سارا دن گھومنا پھرنا۔۔۔ ماہوین کھوئی کھوئی سی ہی رہتی تھی۔۔۔ وہ لوگ
زبردستی ہنساتے تھے تو ہنس پڑتی تھی۔۔۔ نہیں تو وہ سب مستیوں میں لگے ہوتے تھے اور ماہوین
کہیں اور ہوتی تھی۔۔۔

کوئی کسی، کوئی کسی کا ہے
درد جس کا ہے بس اسی کا ہے

تم نہیں سن سکو گے رو دو گے
واقعہ یوں بھی بے بسی کا ہے

ایک ہی لمحہ ہے، سفر کا اور
ایک ہی لمحہ واپسی کا ہے

تم ہو سورج، یہ تم سے، کون کہے
مسئلہ آنکھ، اور نمی کا ہے

جو بھی دیکھے اسی کو یہ دیکھے
آئینہ کب بھلا کسی کا ہے

تیرے سورج سے ہے کہیں روشن

جو دیا مجھ میں تیرگی کا ہے

ماہوین --- وہ غلطی تھا تمہاری --- جہانزیب نے ماہوین کے گود میں دھرے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا ---

لاہور سے واپس آئے تین دن ہوئے تھے اسے --- وہ خاموش رہنے لگی تھی گھر میں بھی سب کو سب معلوم تھا اس لیے سب لوگ چپ چپ سے تھے --- جہانزیب سے ایسے ماہوین کو دیکھنا بہت مشکل ہو رہا تھا وہ چہکتی ہی ہر دم ان کے گھر کی رونق بڑھاتی ان کو چاہیے تھی ---

وہ آج تین دن بعد ماہوین کے کمرے میں اس کے بیڈ پر اس کے بالکل سامنے بیٹھے تھے --- تم نے غلط کیا جو بھی کیا --- پر میں کیا کروں میں باپ ہوں تمہارا میں نے تم سے بہت پیار کیا ہمیشہ --- جہانزیب ماہوین کا سر اپنے سینے سے لگا چکے تھے ---

ہر رشتے سے بڑھ کر مان دیا --- میں نہ تو تمہیں اس غلطی کی سزا دے سکتا ہوں اور نہ ہی تم سے ناراض ہو سکتا ہوں --- وہ گہرے سانس لیتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر مدھم سی آواز میں کہہ رہے تھے ---

تم بس اللہ سے معافی مانگو --- اس کو بھلا دو بیٹا --- زندگی ایک شخص پر ختم نہیں ہو جایا کرتی اسے ایک خواب سمجھو --- جہانزیب نے اسے خود سے الگ کیا تھا اور دھیرے سے اس کے آنسو صاف کیے تھے ---

آج بہت دن بعد ماہوین کے چہرے پر سکون آیا تھا --- اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا --- آنکھوں کے نیچے حلقے تھے --- اور ہونٹ خشک تھے ---

بابا --- وہ روہانسی ہو کر جہانزیب سے بغل گیر ہوئی تھی --- سکون تھا --- بابا

فیض یابی تری صحبت ہی سے ملتی ہے مجھے
کب ترے عشق کی تاثیر نہیں چاہتی میں

قید اب وصل کے زنداں میں تو کر لے مجھ کو
یہ ترے ہجر کی زنجیر نہیں چاہتی میں

مجھ کو اتنی بھی نہ سکھلا تو نشانہ بازی
تجھ پہ چل جائے مرا تیر نہیں چاہتی میں

اب تو آتا نہیں عنبر وہ کبھی سپنے میں
اب کسی خواب کی تعبیر نہیں چاہتی میں

آج پھر احان سکندر فیس بک کے فرینڈ سچیشن میں منظرے عام پر تھا۔۔۔ وہ ٹانگوں کو کراس شکل
میں دے کر اپنے بستر پر نیم دراز تھی۔۔۔ وہ ہر روز رات کو یوں ہی جاگتی رہتی تھی اور موبائل پر
فیس بک پر اپنے آپ کو مصروف رکھ کر وہ خود کو کسی دلدل سے باہر نکالنے کے لیے کوشاں
رہتی تھی۔۔۔ ارحم کو اسے چھوڑے ہوئے دو سال کا عرصہ تو بیتنے کو تھا۔۔۔ گھر میں وقار کا
بیٹا آجانے کی وجہ سے وہ کچھ اور بہل گئی تھی۔۔۔ آفس سے گھر آ کر اب وہ اس میں لگی رہتی
تھی۔۔۔ حنا کے ساتھ باہر نکل جاتی تھی۔۔۔ نازلین نے شادی کے بعد اسے اپنے نئے فیس

ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی تھی --- یہ وہ واحد لڑکی تھی جس کو بچپن سے جاننے کے باوجود اس نے کبھی اس سے بات نہیں کی تھی ایک عجیب سا طلسم تھا جو طاری ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ خود کو احمرین کی مہندی کی رات سے لے کر اب تک اس طلسم سے باہر نہیں لایا تھا۔۔۔ ہزار کوششیں کی تھیں۔۔۔ پر بے سود تھا سب۔۔۔ وہ دل کے ہی کسی نہاں خانے میں برسوں سے براجمان تھی۔۔۔ دل کی سلطنت سنبھالنے کے لیے کتنی جنگیں وہ لڑ چکی تھی۔۔۔ جسے وہ اپنی نام نہاد سوچوں کے زیر اثر اسے ہرا چکا تھا۔۔۔۔

بے ساختہ وہ اسے پیغام بھیج رہا تھا۔۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ فیس بک پر احان سکندر کے پیغام کو دیکھ کر وہ کچھ دیر کے لیے ساکن سی ہوئی تھی۔۔۔

کل رات ہی اس نے اسے فرینڈ ریکوٹ بھیجی تھی۔۔۔۔۔ اور آج صبح وہ جب آفس کے لیے تیار ہو رہی تھی تو اس کا پیغام سکرین پر چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ اففف۔۔۔ رات کی گئی بیوقوفی کا اب اندازہ ہوا۔۔۔ اس نے اگر یہ کہہ دیا کہ مجھے کیوں آپ نے دوستی کی ریکوٹ بھیجی تو کیا کہوں گی میں افف کتنا پابل پن کیارات کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی۔۔۔۔۔ اپنے حواسوں کو بحال کرتے ہوئے وہ پیغام کا جواب ٹائیپ کر رہی تھی۔۔۔

ٹھیک۔۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے برش کو ایک طرف رکھا تھا جو وہ بالوں میں پھیر رہی تھی۔۔۔

جی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔۔ ماہوین کے فوراً جواب نے دل کو پھر سے دھڑکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

شیراز اور وقار بھائی --- دل چاہ رہا تھا وہ بات کرتی رہی --- پتہ تھا وہ کسی اور کی ہے بہت
جلد اس سے شادی بھی ہونے والی ہوگی پر پتہ نہیں کیوں دل چاہ رہا تھا بس وہ یوں بات کرتی رہے اس
سے ---

اگلا پیغام --- وہ بس کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی --- گود میں دھرے موبائل پر بل ہوئی
تھی ---
جی ٹھیک ہیں ---

ماہوین نے پھر سے مختصر جواب دیا تھا ---
اوکے --- احان سکندر کے اس جواب کے بعد اس نے کوئی جواب نہیں لکھا تھا ---
آفس پہنچ چکی تھی موبائل کو بیگ میں رکھتے وہ آفس کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہی
تھی ---

نائی س پک --- احان کے مسیج کو دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرائی تھی ---
موبائل ہاتھ میں لیے وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی --- آدھی رات تک ٹی وی دیکھنا اور
موبائل استعمال کرنا اب اس کی روٹین میں شامل ہو چکا تھا --- کل کمپنی کے ڈنر پر وہ سیاہ
رنگ کے جوڑے میں لی - گئی پکس کو اپنی فیس بک پر لگا چکی تھی اب احان نے پرسنل مسیج
میں اس کی تصویر پر کمنٹ کیا تھا --- 17
تھنکیو --- ماہوین نے مختصر جواب لکھ کر آنکھیں پھر سے سامنے لگے ٹی وی سکرین پر جمادی
تھیں --- اور موبائل کو اپنے ایک طرف صوفے پر رکھ چھوڑا تھا ---

محسوس ہوتی تھی۔۔۔ اس کا فوراً اس کو جواب دینا احان کو بہت کچھ باور کر چکا تھا۔۔۔
مجھے وہ بالکل پسند نہیں اور اس قصے نہیں سنے تم نے۔۔۔ سمیعہ نے غصے سے کہا تھا۔۔۔
امی تو قصے کس کے نہیں ہوتے۔۔۔ میرے نہیں تھے کیا۔۔۔ اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں
تھی۔۔۔ احان نے بے زار سی الجھن بھر

احان۔۔۔ یہ بات آج کی ہے تم نے آج کے بعد ہر گز نہ کرنا۔۔۔ میں
کبھی ماہوین جیسی لڑکی سے اپنے لاڈلے ہونہار بیٹے کی شادی نہیں کروں گی۔۔۔ اور تم کن خیالوں میں
ہو۔۔۔ وہ لڑکی اتنی ننگ چڑھی ہے کہ وہ کبھی تم سے شادی کرنے کو راضی نہیں ہوگی۔۔۔ سمیعہ کے
چہرے پر زمانے بھر کی ناگواری تھی۔۔۔
امی۔۔۔ احان نے بے چارگی سے کہا تھا۔۔۔
احان بس۔۔۔ اس بات پر اب ہم کبھی بحث نہیں کریں گے۔۔۔ سمیعہ نے ہاتھ اوپر کیا تھا۔۔۔
احان کا چہرہ ایک دم سے اتر سا گیا تھا۔۔۔

ماہوین۔۔۔ پلیز آپ مجھے مسیجز مت کیا کریں۔۔۔ دیکھیں ہمارے بیچ کچھ نہیں ہو سکتا کبھی بھی۔۔۔
تو مجھے لگتا ہے ہمیں ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ آج کے بعد نہ میں آپ کو کوئی
مسیج کروں گا اور نہ ہی آپ۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔
احان کے مسیج پر وہ ایک دم سے لڑکھڑاسی گئی تھی۔۔۔ دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما
جائے۔۔۔ احان کو کیا ہوا تھا اس نے ایسا کیوں کہا تھا۔۔۔۔۔ دل ایک دم گھٹن کا شکار ہوا تھا
۔۔۔ کتنی تیز لیل کا احساس ہوا تھا۔۔۔ دل کیا آسامان نکل لے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے
۔۔۔

لو کو جلاتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔
آتی ہوں۔۔۔ آتی ہوں۔۔۔ پلیز آپ جائیں۔۔۔ میری توبہ جو پھر سے کبھی آپکو تنگ کرنے کی
سوچوں بھی۔۔۔ ماہوین نے بے چارگی سے کہا تھا۔۔۔
احان نے مدہم سا شریر قہقہہ لگایا تھا۔۔۔
پھر اسے آنے کا اشارہ کرتا ہوا وہ باہر جا چکا تھا۔۔۔ اور وہ اپنا سانس بحال کرتی ہوئی بیڈ پر ڈھے سی
گئی تھی۔۔۔ جب کے گلابی ہو رہے تھے اور لب مسکرا رہے تھے۔۔۔

صرف ایک گلاب۔۔۔۔۔ ماہوین نے حیرت سے گلاب کے پھول کو ہاتھ میں لیا تھا۔۔۔
احان بالکل سامنے کرسی پر براجمان چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ ایک کافی شاپ میں بیٹھے
تھے۔۔۔ ارحم نے اسے آج جا ب سے ہی پک کر لیا تھا۔۔۔ یہ ان کی پہلی ملاقات تھی باہر۔۔۔
تم۔۔۔ ایک گلاب۔۔۔ تم بھی ایک انمول ہو۔۔۔ میرے لیے یہ ایک انمول گلاب بھی تمہارے
لیے۔۔۔ احان نے معنی خیز انداز میں کہا تھا۔۔۔
اور یہ سب۔۔۔۔۔ احان نے ایک بہت بڑا گفٹ اس کے سامنے رکھا تھا۔۔۔ اور اسے کھولنے کا
اشارہ کیا تھا۔۔۔
احان۔۔۔ اتنا کچھ۔۔۔ اتنا کچھ کیوں لائے۔۔۔ بیگ۔۔۔ پر فیومز۔۔۔ ڈبہ مختلف قیمتی
تحائف سے بھرا پڑا تھا۔۔۔
پہلی دفعہ۔۔۔ تم سے ایسے ملنا تھا دل تو چاہتا تھا ہر چیز خرید لوں تمہارے لیے۔۔۔ احان نے ٹھنڈی
محبت بھری سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سرٹکایا تھا۔۔۔
احان۔۔۔ کیوں کیا آپ نے یہ۔۔۔۔۔ ماہوین نے بچوں کی طرح شکل بنا کر احان کی طرف

احان مایوس ہو کر ان کے پاس سے اٹھا تھا۔۔۔ کچھ دیر وہ یوں ہی کمر پر ہاتھ رکھے وہیں کھڑا رہا۔۔۔۔۔
پھر ایک نظر ٹسوے بہاتی سمیعہ پر اور ایک نظر ان کو تسلیاں دیتی نازلین پر ڈالتا ہوا وہ باہر نکل گیا
تھا۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کہاں سے یہ چمٹ گئی میرے بچے سے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے دوپٹے کے پلو سے آنسو
صاف کیے تھے۔۔۔۔۔
امی۔۔۔۔۔ چپ کریں اس کو تو میں دیکھ لوں گی۔۔۔۔۔ نازلین نے دانت پیسے تھے اور
سمیعہ کو گلے لگایا تھا۔۔۔۔۔

تو پھر شادی ہی کر لو۔۔۔۔۔ یہ منگنی کیا رشتہ ہوا بھئی۔۔۔۔۔ جہانزیب نے شیراز کی طرف سنجیدہ انداز
میں کہتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔ شیراز ان کے کمرے میں لگے صوفے پر پریشان حال سا بیٹھا تھا
۔۔۔۔۔ وہ اور اس کی ایک ہم جماعت ایک دوسرے کو یونیورسٹی لائف سے ہی پسند کرتے تھے
۔۔۔۔۔ اب دونوں کا ایک ساتھ باہر جا کر پی ایچ ڈی کرنے کا منصوبہ تھا۔۔۔۔۔ تو چاہتے تھے ان کی منگنی کر
دی جائے۔۔۔۔۔ لیکن جہانزیب اس بات پر راضی نہیں ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ شیراز اور عزرا کی شادی کر دینا
چاہتے تھے۔۔۔۔۔

ہممم لیکن۔۔۔۔۔ سوچا تھا پہلے ماہوین کی شادی ہو جاتی۔۔۔۔۔ مدیحہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا
تھا۔۔۔۔۔

ماہوین کی قسمت اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ لیکن اب یہ بھی تو مسئی لہ ہے۔۔۔۔۔ جہانزیب نے پر سوچ
انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

ماہوین کے لیے تو انھوں نے بہت رشتے دیکھے تھے لیکن ہر رشتے میں کوئی نہ کوئی مسئی لہ

آ جاتا تھا۔۔۔ شیراز کی شادی ک تاریخ رکھ دی گئی تھی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ بھابھی۔۔۔۔۔ احان نے پریشانی سے سر کے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کیا تھا۔۔۔
جی۔۔۔ کیسے ہو احان۔۔۔۔۔ حنا نے مرتضیٰ کو گود میں درست کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ
سے فون کان کو لگایا تھا۔۔۔

بھابھی۔۔۔۔۔ ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔۔۔۔ احان نے آواز کو نارمل کیا تھا۔۔۔
وہ تین گھنٹے سے ماہوین کا فون ٹرائی کر رہا تھا وہ نہ تو کسی مسیج کا جواب دے رہی تھی اور نہ ہی
اس کا فون اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا اس لیے احان بہت پریشان تھا وہ
ابھی پاکستان میں ہی تھا اور صبح کو گیارہ بجے کے قریب سو کر اٹھا تھا اور اپنے روز کے معمول کے
مطابق اس نے سب سے پہلے ماہوین کو مسیج کیا تھا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا
۔۔۔ وہ تین گھنٹے سے مسلسل اس کو فون کر رہا تھا اور اب پریشان ہو کر حنا کو فون کیا تھا۔۔۔
میں بھی ٹھیک۔۔۔۔۔ احان نے اپنے آپ کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

بھابھی ماہوین کا نمبر بند جا رہا ہے تین گھنٹے سے۔۔۔۔۔ احان نے پریشان سی آواز میں کہا تھا۔۔۔
احان میں تو اپنی امی کی طرف ہوں کل سے۔۔۔ معلوم نہیں رابطہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حنا نے
معزرت کے انداز میں کہا تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔ بھابھی آپ ایسا کریں کہ۔۔۔ آپ گھر سے پتہ کریں ذرا۔۔۔۔۔ احان بری طرح پریشان ہو چکا
تھا۔۔۔

احان میں اس وقت باہر آئی ہوں مرتضیٰ کو لے کر۔۔۔ میں ابھی جاتے ہی کرتی ہوں پھر
بات۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حنا نے عجلت میں کہا تھا۔۔۔

ہمممم اٹس اوکے بھابھی۔۔۔۔۔ احان نے پرسوج لہجے میں کہا اور موبائل کو بند کر دیا
تھا۔۔۔

بے چینی اور بڑھ گئی تھی۔۔۔ کیا ہوا اسے وہ تو اس وقت آفس میں ہوتی اور سارا وقت وہ
ایک دو سے کے ساتھ بات کرتے رہتے تھے مسیجز پر۔۔۔۔۔ احان خود کو جہانزیب سے
بات کرنے سے نہیں روک سکا تھا۔۔۔ شای د وہ آج گھر پر ہو اور سو رہی ہو۔۔۔ اپنے ذہن میں
ابھرتے خیال کے زیر اثر وہ جہانزیب کو کال ملا چکا تھا۔۔۔

اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ۔۔۔ جہانزیب کے فون اٹھاتے ہی وہ مہذب انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔
وعلیکم سلام۔۔۔۔۔ کون۔۔۔۔۔ احان نے ان کو پہلی دفعہ فون کیا تھا اس لیے وہ پہچان نہیں سکے تھے
اور سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

احان انکل۔۔۔ احان بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔
اوہ۔۔۔۔۔ کیسے ہو بھئی بر خوردار۔۔۔۔۔ جہانزیب نے خوشگوار انداز میں کہا اور سامنے
لگے ٹی وی کی آواز کو بند کیا تھا ریموٹ سے۔۔۔
اللہ کا بڑا کرم ہے انکل۔۔۔ آپ سنائیے کیسے ہیں۔۔۔ گھر میں سب کیسے۔۔۔۔۔ احان نے
بھی خوشگوار لہجے میں کہا تھا۔۔۔

ٹھیک سب بیٹا۔۔۔۔۔ احان نے ہنوز اسے لہجے میں کہا تھا۔۔۔
وہ۔۔۔۔۔ نازلین۔۔۔ کو کچھ بکس چاہیے تھی ماہوین سے تو میں گھر آنے والا تھا پھر سوچا کہ
پہلے پوچھ لوں کہ وہ گھر پر ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔ احان نے نارمل انداز میں کہا تھا۔۔۔
ماہی تو اس ٹائی م جاب پر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ جہانزیب نے بے ارادہ سامنے لگے گھڑیال کی طرف
دیکھا تھا۔۔۔

اوه --- چلیس یہی پوچھنا تھا ---- احان کی پریشانی اور بڑھ چکی تھی ---
موبائل کو ہاتھ میں پکڑے وہ بے حال کھڑا تھا --- سمیعہ کچھ دیر پہلے اس کے سامنے چائے
کا کپ رکھ کر گئی تھیں وہ ویسے کا ویسا دھرا تھا --- اچانک اس کی دوست سعدیہ کا خیال
آتے ہی وہ اسے فیس بک مسینجر پر کال کر چکا تھا ---
ہیلو --- احان کی بے چینی اور پریشانی بھری آواز ابھری تھی ---
جی --- سعدیہ نے بے یقینی کے عالم میں جی کہتے ہوئے تیزی سے سامنے بیٹھی ماہوین کی
طرف دیکھا ---
وہ احان کو جانتی تھی لیکن اس کی کال پہلی دفعہ اسے آئی تھی تو حیران ہونا تو بنتا تھا اس کا ---
سعدیہ --- میں احان سکندر بات --- احان کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ سعدیہ
بول پڑی تھی
اوه احان بھائی کیسے ہیں آپ --- وہ خوشگوار انداز میں گویا ہوئی تھی ---
جی ٹھیک بس وہ پریشان تھا تھوڑا سا --- ماہوین کا نمبر بند جا رہا ہے مسلسل تین گھنٹے سے
--- احان نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مہذب انداز میں کہا
اچھا --- ویٹ --- وہ آئی ہے آفس میں بات کرواتی آپکی --- سعدیہ نے ماہوین کی
طرف مسکرا کر فون بڑھایا تھا ---
ہیلو --- ماہوین نے حیران ہوتے ہوئے کہا تھا ---
تمہیں خبر بھی ہے کہ میں کتنا ہریشان ہو رہا ہوں --- احان نے دانت پیس کر غصے سے
کہا ---
صبح سے موبائل بند تمہارا --- اس سے پہلے کہ ماہوین کچھ بولتی وہ پھر سے غرانے

امی پلیز۔۔۔ دیکھیں تو ایک دفعہ۔۔۔ اس نظر سے۔۔۔ اب شیراز کی شادی ہے نہ تو اس شادی میں آپ پورے دل سے اسے دیکھیں ایک دفعہ۔۔۔ احان بار بار ان کو پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔۔ وہ سمیعہ سے بہت محبت کرتا تھا اور سکندر کے جانے کے بعد اس نے اپنی ماں کو بہت سی مشکلوں کو برداشت کرتے دیکھا تھا۔۔۔

احان وہ بہت اونچے دماغ کی لڑکی ہے تم بھی چلے جاؤ گے۔۔۔ سمیعہ نے منہ بگاڑ کر کہا تھا۔۔۔ امی وہ تو میں اسے یا اگر کوئی اور بھی ہوئی اسے بھی اپنے ساتھ لے ہی جاؤں گا۔۔۔ احان اب تھک گیا تھا ان کو سمجھاتے سمجھاتے۔۔۔

لیکن وہ نہیں ملنے دے گی پھر ہمیں۔۔۔ سمیعہ نے روہانسی آواز میں کہا تھا۔۔۔ امی بس کریں تو اس کی گیرنٹی کون دے گا جو آپ لے کر آئیں گی وہ ایسا نہیں کرے گی۔۔۔ ہے کیا کوئی گیرنٹی آپ کے پاس۔۔۔ احان نے چڑنے کے انداز میں کہا تھا۔۔۔ وہ گھنٹے بھر سے ان کی منتیں کر رہا تھا۔۔۔ اور ان کی سوئی بس ایک ہی بات پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

فار گاڈ سیک امی۔۔۔ یہ سب چھوڑ دیں ہم دونوں شادی کے سب فنکشن میں جا رہے ہیں۔۔۔ احان نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

اور پھر وہ کمرے میں رکا نہیں تھا تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

تھوڑا سا اور پیچھے۔۔۔۔۔ احان نے شرارت سے مسیج کیا تھا۔۔۔

اتنی بھیڑ میں اس نے چھپا کر مسیج پڑھا تھا۔۔۔ دودھ پلائی کی رسم ہو رہی تھی سب لوگ جھمکٹا بنائے سیٹج پر کھڑے تھے جب اس کے بلکل عقب پر اسے احان کے مخصوص پر فیوم کی خوشبو

جان چھڑکتا ہو۔۔۔

وہ بار بار ایک ناگوار نظر جزبزی کھڑی ماہوین پر ڈال رہی تھیں۔۔۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ جہانزیب نے خوشگوار انداز میں کہا تھا۔۔۔

وہ شام کے وقت لان میں لگی کرسی پر بیٹھے تھے۔۔۔ سامنے چائے کاکپ پڑا تھا۔۔۔ جس کی بھاپ اس بات کا ثبوت تھی کہ اسے ابھی ابھی یہاں رکھا گیا ہے۔۔۔ جہانزیب سمیعہ کا نام دیکھ کر مسکرائے اور فون اٹھایا تھا۔۔۔

میں تو ٹھیک ہوں بھائی صاحب آپ اپنی بیٹی کو رکھیں ذرا قابو میں۔۔۔۔۔ سمیعہ کی آواز تلخ اور کاٹ دار تھی۔۔۔

جی۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کہہ۔۔۔ رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ جہانزیب گڑبڑا سے گئے تھے۔۔۔

درست کہہ رہی ہوں جو بھی کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ سمیعہ نے کاٹ دار لہجے سے کہا۔۔۔

ماہوین کو کہیں میرے بیٹے احان سے دور ہی رہے۔۔۔۔۔ وہ تیز آواز میں دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔۔

Top of Form

احان۔۔۔ ماہوین۔۔۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔ جہانزیب نے پریشانی اور نا سمجھی کے انداز میں کہا تھا۔۔۔

آپ کیا سمجھیں۔۔۔ آپکی بیٹی کے قصے کون نہیں جانتا خاندان میں۔۔۔ اب میرے بیٹے کا دماغ خراب

جہانزیب نے اٹھ کر دو ٹوک انداز میں کہا اور اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔
اور آج کے بعد میں نے تمہیں اس سے بات کرتے دیکھا یا مجھے پتہ چلا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو
گا۔۔۔۔۔ وقار نے بھی ماہوین کے سر پر انگلی نچا کر کہا تھا اور وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔
وہ بوجھل قدموں سے حنا کا بڑھتا ہاتھ جھٹکتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔ یہ سب کیا کیا آپ نے۔۔۔۔۔ احان نے دھاڑنے کے انداز میں سمیعہ کے سر پر آ کر کہا تھا

وہی جو کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ سمیعہ نے مزے سے اپنا موبائل ایک طرف رکھا اور گھٹنے کو
دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر مغرور شکل سے کہا۔۔۔۔۔

جب سے شیراز کی شادی سے واپس آئے تھے احان بار بار سمیعہ پر رشتے کے لیے زور دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اس
کو تھا اس دفعہ دبئی جانے سے پہلے وہ ماہوین کو اپنا بنا کر ہی جائے۔۔۔۔۔ لیکن ابھی ماہوین
کے فون نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے فون کر کے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔۔۔۔

احان مجھے محبت سے زیادہ عزت عزیز ہے میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اور بے وفا کہو۔۔۔۔۔ یا بے حیا
۔۔۔۔۔ پر میں تم سے اب کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔۔۔

اس کے بعد ماہوین نے اس کی ایک کال نہیں اٹھائی تھی اور نہ ہی اس کے کسی مسیج کا کوئی
جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ اسے ساری حقیقت حنا نے بتائی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسی لمحے سمیعہ کے کمرے میں
پہنچا تھا

امی یہ بہت غلط کیا آپ نے۔۔۔۔۔ احان کی آواز پھٹ رہی تھی۔۔۔۔۔
آگیا فون تمہیں اس کا۔۔۔۔۔ بڑھکا دیا میرے خلاف تمہیں۔۔۔۔۔ سمیعہ نے ناک چڑھا کر

مرا عقیدہ یہ کہ ضبط شوق کی حیات ہے
تمہارا عقیدہ کہ عشق صرف حب ذات ہے
مرے طریق عاشقی میں عرضِ مدعا غلط
تمہاری شرعِ حسن میں نمائشِ ادا غلط
خیال دونوں کا ہی یہ کہ شورشِ دروں غلط
تپشِ غلط، کششِ غلط، فسوںِ غلط، جنوںِ غلط
مجھے گماں کہ سوزِ عشق، روح کا زوال ہے
انانیت کا ضعف ہے خودی کا انفعال ہے
تمہیں گماں کہ عشق اور نساہت میں راہ ہے
کھنچے جدھر کودل ادھر نگاہ بھی گناہ ہے
مجھے یہ وہم دل سے دور ہوگی پاس آ کے تم
آل سوچتی رہیں قدم بڑھا بڑھا کے تم
نتیجہ یہ ہوا کہ شوق پاسکانہ کھوسکا
تمہیں وفانہ آسکی مجھے جنوں نہ ہوسکا

حنا۔۔۔ عمار۔۔۔ اس نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔۔ ماہوین نے غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے سپاٹ
سے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

بس آخری دفعہ --- پلیز اس سے مل لو --- حنا نے کار کا دروازہ اس کی طرف کا کھولا تھا

ماہوین زندہ لاش کی طرح حنا کے پیچھے چل دی تھی --- حنا سے احان کے پاس چھوڑ کر وہاں سے چل دی تھی

ماہوین --- کاش --- کاش --- میں نے تم سے اسی دن اپنی محبت کا اقرار کر لیا ہوتا جب ہم پہلے دن ملے تھے --- احان کی آواز میں اس کے اندر کا کرب تھا ---

وہ ایرپورٹ کے وٹینگ روم میں لگے ایک بیچ پر بیٹھی خاموش آنسو بہا رہی تھی اور احان بالکل اس کے پیروں میں بیٹھ کر اس کے جھکے چہرے کو دیکھ رہا تھا ---

تو شای د آج ہم ایک ہوتے --- احان کی آواز اور بھاری ہو گئی تھی ---
ماہوین --- کیا دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں ملا دے --- احان نے روہانسی آواز میں کہا ---
ماہوین کوئی جواب نہیں دے رہی تھی بس خاموش بیٹھی روئے جا رہی تھی ---
ہماری قسمت میں یہ نہیں لکھا شای د --- احان اب اس کے ساتھ بیچ پر بیٹھ چکا تھا ---

کبھی بھی میں تم سے یہ نہیں کہوں گا کہ تم مجھ سے کورٹ میرج کر لو --- کیونکہ تم سے محبت سے زیادہ تمہاری عزت کی ہے میں نے --- ماہوین کے مخروطی ہاتھوں پر نظر جمائے وہ مدہم سی آواز میں بول رہا تھا
ماہوین پلیز --- میرا ساتھ دو میں سب ٹھیک کر دوں گا ---
اگر نہیں بھی دوگی --- تو اعتراض نہیں مجھے تم نے ایک اچھی بیٹی ہونے کا ثبوت دیا ہے --- وہ بول رہا تھا اور ماہوین کسی بات کا جواب نہیں دے رہی تھی

واہ۔۔۔ واہ۔۔۔ ان۔۔۔ اوکے کرو۔۔۔ عائی شہ نے تمہہ لگایا تھا۔۔۔
عائی شہ کی کال بند کرنے کے بعد وہ کتنی دیر فون کو یونہی گود میں لیے بیٹھی رہی تھی۔۔۔
پھر ایک دم سے وہ ارحم کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔۔۔
اسلام علیکم۔۔۔۔۔ ارحم کے فون اٹھانے پر اس نے مدہم سی آواز میں کہا تھا۔۔۔
وعلیکم سلام۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ ارحم نے کچھ حیرت کے انداز میں کہا تھا۔
کیونکہ ماہوین نے پہلی دفعہ اسے کال کی تھی۔۔۔ اور اس سے جواب مانگے تین ہفتے گزرنے کے بعد وہ
مایوس سا ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی اس سے بات کرنا مسیجز کرنا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ پر اب وہ چار دن
سے ایشل کی وجہ سے بے حد پریشان تھا۔۔۔ اور اس پریشانی میں وہ اسے کوئی مسیج کوئی کال نہیں کر
سکا تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں۔۔۔۔۔ ماہوین نے دھیرے سے پوچھا۔۔۔
ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ ارحم نے ٹھنڈی سانس خارج کی تھی۔۔۔
وہ۔۔۔ عائی شہ سے بات ہوئی تھی آج میری۔۔۔۔۔ ماہوین نے رکتے رکتے ہوئے کہا
ہممم۔۔۔۔۔

آپکی سسٹر کا بتایا اس نے۔۔۔۔۔ ماہوین نے بالوں کی لٹ کوکان کے پیچھے کیا۔۔۔
جی۔۔۔ بس اسی پریشانی میں ہیں آج کل۔۔۔۔۔ ارحم نے پریشان سے لہجے میں کہا۔۔۔
بہت دکھ ہوا۔۔۔ آپ سے بڑی ہیں۔۔۔۔۔ سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔
نہیں چھوٹی مجھ سے۔۔۔۔۔ ارحم نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔
اچھا۔۔۔۔۔ اچھا کو لمبا کھینچتے ہوئے وہ اپنے آپ کو کچھ بولنے کے لیے تیار کر رہی تھی۔۔۔
اپنا خیال رکھیں پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ ماہوین نے پرسوج انداز میں کہا تھا۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت مدھر سی آواز تھی۔۔۔۔۔
ڈویو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لومی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آہستہ سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔
پتہ نہیں۔۔۔۔۔ گھٹی سی لجائی سی آواز میں ماہوین نے کہا تھا۔۔۔۔۔
اوکے۔۔۔۔۔ چلیں۔۔۔۔۔ پھر بات ہوتی۔۔۔۔۔ ارحم نے اس کی بے چینی سمجھتے ہوئے بات ختم کی
تھی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑی نرمی سے لبوں کو دانتوں میں دبا کر کہا تھا۔۔۔۔۔
کال بند ہونے کے بعد وہ بے اختیار کتنی دیر تک مسکراتی رہی تھی۔۔۔۔۔

امی تلاش کر تو رہا ہوں۔۔۔۔۔ احان نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑا تھا اور کرسی پر ڈھنے کے سے
انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔
اللہ کرے۔۔۔۔۔ ہو جائے تمہاری جاب بھی سبحان کی اکیلی جاب سے گزارا مشکل ہو رہا ہے۔۔۔۔۔
نازلین کی شادی بھی کرنی ہے۔۔۔۔۔ سمیعہ نے پریشان سی صورت بنا کر کہا تھا۔۔۔۔۔
امی آپ بس دعا کریں کہ دبئی والی ہو جائے کسی طرح۔۔۔۔۔ احان نے کرسی کی پشت سے
ٹیک لگائی تھی۔۔۔۔۔

میں تو بہت دعائی یں کرتی ہوں میرے لال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سمیعہ نے روہانسی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔
سکندر کے چلے جانے کے بعد بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔۔۔۔ سب رشتے داروں نے جیسے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔۔۔
سکندر کی جاب بہت اچھی تھی جمع پونجی احان کی پڑھائی پر لگا کرتی تھی اب ان کے جانے کے بعد تو
شیرازہ ہی بکھر کر رہ گیا تھا سبحان کی جاب اتنی اچھی نہیں تھی کہ گھر کا سب خرچ چل سکتا۔۔۔۔۔
فون کی بل پر۔۔۔۔۔ احان نے پریشان سا سراو پر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ فون پر انعم کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں وہ نہیں آئیں گے ایسے۔۔۔۔۔۔ ماہوین نے خفگی بھری نظر ڈال کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔
چلو پھر شام کو ملتے ہاں۔۔۔۔۔۔ زویا نے اس کے ہاسٹل کے سامنے گاڑی رکتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔
اوکے۔۔۔۔۔۔ ماہوین مسکراتی ہوئی نیچے اتری تھی۔۔۔۔۔۔
کمرے میں سامنے پڑے پڑے سے پیکٹ کو وہ حیرت اور خوشگوار انداز میں دیکھتے ہوئے آگے بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔
یک۔۔۔۔۔۔ پر اس کا نام تھا۔۔۔۔۔۔
بڑے سے پیکٹ کو وہ مسکراتے ہوئے کھول رہی تھی۔۔۔۔۔۔ ارحم کا چہرہ ذہن میں گھوم رہا تھا۔۔۔۔۔۔ پیکٹ
کے اندر ٹیڈی بیر۔۔۔۔۔۔ سٹف ٹوائی ز۔۔۔۔۔۔ چوڑیاں۔۔۔۔۔۔ اور پتہ نہیں کیا کیا تھا۔۔۔۔۔۔ ایک عجیب
سی خوشی تھی۔۔۔۔۔۔
موبائل کی بجتی رنگ پر اس نے مڑ کر موبائل پر جب نظر ڈالی تو بے ساختہ لب دانتوں میں دبا
لیا تھا۔۔۔۔۔۔ اور ایک خوشگوار مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا حصار کیا تھا۔۔۔۔۔۔ جیسے ہی فون کان کو لگا یا تو وہ
تو جیسے منتظر ہی تھا۔۔۔۔۔۔
پپی بر تھ ڈے۔۔۔۔۔۔ ارحم نے جزب کے عالم میں محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔
تھنکیو۔۔۔۔۔۔ ماہوین کے آنکھوں کے کونے نم ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔ انگ انگ سے خوشی جھلک رہی
تھی۔۔۔۔۔۔
سب بہت اچھا ہے۔۔۔۔۔۔ لجائی سی مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔
تم سے اچھا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ ارحم نے محبت سے کہا۔۔۔۔۔۔
آپ نے گہر بات کی۔۔۔۔۔۔ ماہوین نے میٹھی سی آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔۔
ہاں کی ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن پہلے ایشل کا کہیں ہوگا پھر ہی میرا کریں گی ماما۔۔۔۔۔۔ ارحم نے ٹھنڈی سانس
لی تھی۔۔۔۔۔۔

ایک پھانس تھی جو گلے میں اٹک رہی تھی۔۔۔ وہ مریل قدم اٹھاتی کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

احان۔۔۔ مجھ سے کوئی بات کیوں نہیں کرتے تم۔۔۔۔۔ سمیعہ نے پریشان سے لہجے میں
احان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

وہ ہوٹل کے کمرے میں موجود بیڈ پر سمیعہ کے گھٹن پر سر رکھے لیٹا تھا اسے لیٹے آدھا گھنٹا ہونے کو آیا
تھا لیکن وہ یونہی بس خاموش تھا بلکل اور یہ آج ہی نہیں ہوا تھا پچھلے پندرہ دن سے ایسا ہی تھا۔۔۔ وہ
سمیعہ سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا بس جو وہ پوچھتیں اس کا ہوں یا ہاں میں جواب دے دیتا تھا۔۔۔۔
سمیعہ کے دل میں اس کی گم سم سی شکل عجیب طرح سے کھلنے لگی تھی۔۔۔۔ اور آج انہوں نے اس
سے پوچھ ہی لیا تھا سبب۔۔۔

کرتا تو ہوں امی۔۔۔۔۔ احان نے ہنوز کمرے میں موجود فالتوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا
۔۔۔ چہرہ ویسا ہی تھا گم سم اداس۔۔۔۔

نہیں بیٹا۔۔۔ نہیں کرتے ہو۔۔۔ بس ہوں یا ہاں میں جواب دیتے ہو۔۔۔۔۔ سمیعہ نے پھر سے
اس کے ماتھے پر آئے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کیا تھا۔۔۔

احان نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ اس کا بات کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا بس خاموش رہتا
تھا مطلب کی بات کرتا اور بس اس دفعہ توجب سمیعہ نے اس سے لڑکی کا ذکر کیا جس کو وہ احان کے لیے
پسند کر چکی تھیں تو وہ خاموش رہا تھا انکار نہیں کیا تھا۔۔۔ اس کی خاموشی سمیعہ کے دل کو دکھی کر رہی
تھی۔۔۔

احان۔۔۔ ماہوین کو نہیں بھلا سکے ہو۔۔۔۔۔ پہلی دفعہ سمیعہ نے ماہوین کا ذکر محبت سے کیا تھا

۔۔۔

بھائی صاحب ---- بس مجھے معاف کر دیں ---- میرے کہے ہوئے الفاظ بھول
جائییں ---- سمیعہ نے سر جھکا کر کہا تھا ----
سمیعہ اپنے والد اور احان کے ماموں کے ساتھ جہانزیب کے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھیں

دیکھیں ---- آپ نے ہمیشہ بہن کا درجہ دیا یہ بہن آج پہلی دفعہ آپ سے کچھ مانگ رہی ہے ----
ماہوین میرے احان کے لیے مجھے دے دیں ---- سمیعہ نے التجا کے انداز میں کہا تھا ----
آپ بار بار ہاتھ جوڑ کر شرمندہ مت کریں مگر یہ بھی تو دیکھیں ---- کل مہندی ہے ماہوین کی ----
جہانزیب نے جھکا ہوا سر اٹھا کر معذرت کے انداز میں کہا تھا ----
جہانزیب بھائی ---- لیکن بچے ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں ---- یہ ظلم مت کریں
---- سمیعہ نے ہنوز اسی لہجے میں کہا
پہلے ہی میں بہت ظلم کر چکی ہوں دونوں پر ---- اب آپ نہیں کریں ----
پر ---- ان لوگوں کو کیا کہیں بہن ---- یہ بہت مشکل ہے اب ---- جہانزیب بری طرح پھنسنے
بیٹھے تھے ----

ایک طرف اکلوتی بیٹی کی خوشیوں کا سوال تھا تو دوسری طرف عزت کا ----
بابا ---- کوئی مشکل نہیں ہے ---- وقار جو کب سے خاموش بیٹھا تھا ایک دم سے بول پڑا تھا

ماہوین نے اس کی دفعہ اس کا کتنا ساتھ دیا تھا ---- ماموں اور ممانی کے گھر میں جا کر دھرنادے دیا تھا
اور آج وہ صرف اس وجہ سے پیچھے ہٹ جائے کہ وہ اس کی بہن ہے ---- کیا حنا جس سے اس نے محبت کی
تھی وہ کسی کی بہن نہیں تھی ---- اگر وہ محبت کرے ملے ملاقاتیں کرے اپنی پسند کی شادی کا کہے تو سب

تھا۔۔۔

باہر سے کام نمٹانے کی آوازیں آرہی تھیں احان بھی مختلف لوگوں کو کام سمجھا رہا تھا۔۔۔ اس کی ہلکی ہلکی آوازیں کانوں میں پڑ رہی تھیں۔۔۔ احمرین اور نازلین کے بچوں کا شور تھا۔۔۔ لیکن وہ کمرے میں میں اکیلی ہی بیٹھی تھی تب سے۔۔۔

احان کی کمرے میں آنے کی آہٹ سنائی دی تھی۔۔۔ وہ جو کمرے نیچے تکیے رکھے سیدھی ہوئی تھی ایک دم سے درست ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔ احان چلتا ہوا بیڈ کے بالکل قریب کھڑا تھا۔۔۔ اور گہری نظروں سے وہ ماہوین کو دیکھنے میں مصروف تھا جب ہلکی سی دستک کے ساتھ ہی سمیعہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

احان جاؤ۔۔۔ زرینہ کو چھوڑ کر آؤ۔۔۔ سمیعہ نے آتے ہی مصروف سے انداز میں کہا تھا

۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ احان نے ایک دم سے ان کے حکم پر سر تسلیم خم کیا تھا۔۔۔

ہاں جاؤ۔۔۔ اسے گھرتک چھوڑ آؤ۔۔۔ وہ باہر انتظار کر رہی ہے۔۔۔ سمیعہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی تھیں۔۔۔

اور احان ایک بھر پور نظر ماہوین پر ڈالتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔ وہ جواب سکھ کا سانس لیے بیٹھی تھی کہ احان کو کہے گی کہ اسے بھوک لگی ہے چپ سی ہوگئی تھی لیکن اتنا عجیب لگا کہ گھر میں اتنے مہمان ہیں تو کیا احان ہی کام والی کو چھوڑنے جائے گا۔۔۔ انہی سوچوں میں گم تین بجے کے قریب احان کھانے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا اور ساتھ سمیعہ بھی تھی۔۔۔ اب کی دفعہ اس کا رویہ بالکل برعکس تھا۔۔۔ وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھیں اور کھانے کے بعد ماہوین نے ان سے معافی مانگی تھی۔۔۔ انھوں نے احان اور ماہوین کو پیار کیا اور کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔۔۔

کیونکہ احان بہت پریشان ہو گیا تھا۔۔۔
آپ اپنے بیٹے کو دیکھ لیں۔۔۔ نرس نے ننھا سا سفید رنگت والا فرشتہ اس کی باہوں میں دھر دیا تھا۔۔۔
ختم شد

